بہاول پور میں
اردو کی قدیم دفتری دستاویزات

مسعود حسن شہاب

مقتدرہ قومی زبان ○ اسلام آباد
۱۹۹۲ء

بہاول پور میں

اردو کی قدیم دفتری دستاویزات

مسعود حسن شہاب

مقتدرہ قومی زبان ○ اسلام آباد

۱۹۹۲ء

سلسلہ مطبوعات: ۹۳

عالمی معیاری کتاب نمبر ISBN ۹۶۹-۴۰۳-۰۹۷-۵

طبع اول: جون، ۱۹۹۳ء
تعداد: ایک ہزار
قیمت: روپے
فنی تدوین: ڈاکٹر انعام الحق جاوید
مطبع: اسپرنٹس، بلیو ایریا، اسلام آباد
ناشر: ڈاکٹر جمیل جالبی
(صدر نشین)
مقتدرہ قومی زبان، ۱۶- ڈی (مغربی)
ایف ۱/۶، بلیو ایریا، اسلام آباد

پیش لفظ

آج ہم نفاذ و فروغ اردو کے سلسلے میں جس مقام تک آچکے ہیں اسے دیکھتے ہوئے یہ کہنا مشکل نہیں کہ منزل تک پہنچنے کا بہت سا راستہ طے کیا جا چکا ہے لیکن یہ سفر چند مہینوں یا برسوں کا نہیں بلکہ ایک طویل عرصے پر محیط ہے اور اس وقت سے جاری ہے جب سے برصغیر میں فارسی کے عمل دخل کو ختم کر کے انگریزی کے چلن کو عام کیا گیا تھا۔ مقتدرہ کی طرف سے پہلے بھی قدیم اردو دستاویزات پر مبنی کتابیں پیش کی جا چکی ہیں۔ زیر نظر مجموعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں سابق ریاست بہاول پور میں استعمال ہونے والے دفتری و عدالتی اردو کے قدیم نمونے جمع کرنے کے علاوہ اس علاقے میں اردو کی ترقی کے بارے میں ہونے والی ان کوششوں کی روداد بھی بیان کی ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو سال پر محیط ہیں۔ جناب شہاب دہلوی مرحوم ایک بلند پایہ ادیب اور محقق تھے۔ اردو کے فروغ و ترویج کے سلسلے میں انھوں نے گراں قدر علمی خدمات انجام دی ہیں۔ اس کتاب میں پچھلی صدی کی آخری چوتھائی اور موجودہ صدی کے پہلے عشرے کے دوران اردو کے دفتری اور عدالتی استعمال کے جو نمونے فراہم کیے گئے ہیں وہ سب اُس وقت کی دفتری فائلوں اور سرکاری ریکارڈ سے براہ راست حاصل کر کے جمع کیے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب دفتروں میں اردو کے استعمال کے سلسلے میں حوالے کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب دفتری اردو کے سلسلے میں ہونے والی تحقیق کے باب میں ایک اہم اضافہ ثابت ہوگی۔

——— ڈاکٹر جمیل جالبی

فہرست

پہلا باب

تیسرا باب ۶۹

(متفرقات)

حرفِ آغاز

سابق ریاست بہاول پور پاکستان کے قلب میں واقع ہونے کی وجہ سے پاکستان کے اہم ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ پنجاب کے جنوب مغرب اور سندھ کے شمال مشرق میں ہونے کے علاوہ اس کے درمیان میں تقریباً بیس ہزار مربع کا وسیع علاقہ غیر آباد ہے اور چولستان کہلاتا ہے۔ اس کی شمالی سرحد پر دریائے ستلج پنجند اور دریائے سندھ قدرتی یا جغرافیائی حد بندی قائم کرتے ہیں۔ جنوب میں تقریباً ۲۵۰ میل سیاسی حدود ریاستہائے جیسلمیر اور بیکانیر سے متصل ہیں جو پاک و ہند کی سرحد کے ایک تہائی حصے پر مشتمل ہے۔

سابق ریاست بہاولپور جو ۱۹۵۵ء میں پنجاب میں ضم ہو کر اس کا ایک ڈویژن بن گیا ہے۔ نواب صادق محمد خاں اول نے ۱۷۲۷ء میں قائم کی تھی یہ زمانہ مغلیہ دور کے انحطاط و اضمحلال کا تھا۔ جگہ جگہ قبائلی سرداروں کی خود مختار حکومتیں قائم تھیں۔ عموماً گورنر سپید و سیاہ کا مالک ہوتا تھا۔ ملتان کا گورنر نواب حیات اللہ تھا۔ بہاولپور کا علاقہ بھی اس کی عملداری میں شامل تھا۔ اس نے نواب صادق محمد خاں کو چوہدری کا علاقہ جواب رحیم یار خان کہلاتا ہے بطور جاگیر دے دیا اور انھوں نے اپنے تدبر، فراست اور بہادری و شجاعت سے نہ صرف اس جاگیر کو وسعت دی بلکہ مقامی سرداروں کو زیر کر کے پورے علاقے پر اپنا تسلط جمالیا۔

نواب صادق محمد خاں کا تعلق سندھ کے اس خاندان سے تھا جو کلہوڑا کے نام سے وہاں برس ہا برس حکمران رہا ہے۔ آپ کو حضرت عباس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی رشتہ تھا۔ بغداد اور مصر میں ان کی حکمرانی کے ڈنکے بجتے رہے ہیں۔ جب مصر میں ان کی حکومت ختم ہوئی تو امیر سلطان احمد ثانی جو مصر کے خلیفۂ اول ابوالقاسم احمد کی پانچویں پشت میں تھا، اپنی مختصر سی جماعت کے ساتھ سندھ میں آیا۔ یہاں سکونت اختیار کی اور رفتہ رفتہ سندھ کے کافی حصے پر قابض و متصرف ہوگیا۔

امیر سلطان احمد ثانی کی اولاد میں امیر چنی خاں بڑا دانشمند و ذہین شخص تھا۔ اسے سلطنت مغلیہ سے پانچ ہزاری کا منصب حاصل تھا۔ اس کے دو بیٹے داؤد خاں اور محمد مہدی خاں تھے۔ محمد داؤد خاں کی اولاد داؤد پوترہ کہلائی اور محمد مہدی خاں کی اولاد اس کے لڑکے کلہوڑا کے نام کی مناسبت سے کلہوڑا مشہور ہوئی۔

دونوں بھائیوں میں حسد و رقابت تھی اس لیے محمد داؤد کی اولاد نے سندھ سے ترک سکونت اختیار کرلی۔ ان کی اولاد میں نواب صادق محمد خاں نے اس علاقے پر قبضہ کیا جو بعد میں بہاول پور کے نام سے مشہور ہوا۔

شروع شروع میں یہاں مغلیہ خاندان کا اثر تھا اور نواب صادق محمد خاں بھی ان کے مطیع و

فرمانبردار تھے۔ پھر نادر شاہ والی کابل کے قبضے میں یہ علاقہ آگیا جس نے سندھ کی از سر نو تقسیم کی اور اس نے شکار پور سے پرگنہ لاڑکانہ۔ سیوستان وغیرہ بھی امیر صادق محمد خاں کی تحویل میں دے دیے۔

امیر صادق محمد خاں نے ۱۹ سال ۱۷۴۶ء تک اس علاقے میں داد حکومت دی۔ ان کے بعد ان کے فرزند امیر محمد بہاول خاں تخت نشین ہوئے جن کا عرصہ حکمرانی اگرچہ صرف تین سال پر محیط ہے لیکن اس مختصر عرصے میں انھوں نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیے۔ مثلاً ۱۷۴۸ء میں انھوں نے شہر بہاول پور کی بنیاد ڈالی اور مختلف خاندانوں کو بیرون ریاست سے بلا کر یہاں آباد کیا۔ سلسلۂ قادریہ کے ایک روحانی پیشوا حضرت ملوک شاہ بھی یہاں آئے۔ یہ حضرت شاہ کمال کیتھلی کی اولاد میں سے تھے۔ یہ دہلی کے رہنے والے اور دہلی کے مدرسہ نظامیہ کے فارغ التحصیل تھے۔ ان کا قیام یہاں کے ایک قدیم قبرستان میں تھا۔ جو بعد میں ان کے ہی نام سے قبرستان ملوک شاہ مشہور ہوگیا۔

بہاول پور شہر کی آبادی میں دشواری پیش تھی کہ باہر سے آنے والے خاندان دریا کی طغیانی اور اس جگہ کی وحشتناکی سے دل برداشتہ ہو کر زیادہ دن یہاں قیام نہ رکھتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ نواب بہاول خاں نے ملوک شاہ صاحب سے آبادیٔ شہر کے لیے دعا کی درخواست کی۔ یہ انھیں کی دعا کا اثر تھا کہ شہر آباد ہوگیا اور یہاں آنے والے خاندان ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

حضرت ملوک شاہ کے علاوہ جن بزرگان دین کا اس علاقے میں اثر تھا ان میں حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اور قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی بھی شامل تھے۔ ان دونوں صاحبان کو مولانا فخرالدین فخر جہاں دہلوی سے فیض حاصل تھا۔ خواجہ نور محمد مہاروی نے تو ۲۸ سال کا طویل عرصہ حضرت مولانا فخر جہاں دہلوی کی صحبت میں گزارا تھا اور ان سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے تھے۔ خواجہ محکم الدین سیرانی تکمیل علم کے بعد وہاں سے آگئے اور ساری عمر سیر و سیاحت میں گزار دی اسی بنا پر ان کے نام کا جزو سیرانی ہوگیا۔ ان کے چچازاد بھائی خواجہ عبدالخالق بھی مولانا فخرالدین فخر جہاں دہلوی کے شاگرد تھے۔ سلسلۂ اویسیہ سے ان کی نسبت تھی۔

اسی دور میں بہاول پور میں اردو شناسی اور اردو دانی کا پتہ چلتا ہے۔ ان بزرگوں کے طفیل یہاں اردو عام ہوئی حضرت ملوک شاہ تو اردو بولتے ہی تھے لیکن حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی اور قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی بھی دہلی میں رہنے کی وجہ سے اچھی طرح اردو سمجھتے اور بولتے تھے۔ سیرانی صاحب اور ملوک شاہ صاحب کے درمیان بعض کتب تواریخ میں ملاقات کا بھی ذکر آیا ہے۔ چنانچہ ذکر کرام مولفہ حفیظ الرحمٰن میں ہے:

"حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی نے (جو اکثر اپنے دوران سیاحت بہاول پور تشریف لاتے تو آپ سے ملا کرتے تھے) ایک دفعہ آپ سے دریافت کیا کہ شاہ صاحب کیا حال ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس پلید کو کتوں کے ساتھ کھلایا۔ آگ میں جلایا، پانی میں ڈبویا مگر یہ کسی طرح سیدھا نہیں ہوتا۔"

یہ ساری گفتگو اردو میں ہوئی ہے اور ذکر کرام میں من و عن درج ہے۔ خواجہ محکم الدین سیرانی کے متعلق یہ بات بھی کتب تواریخ میں ملتی ہے کہ آپ اپنی زبان کے علاوہ اردو بولتے تھے۔ یہاں تک کہ اپنے علاقے میں بھی لوگوں سے اردو میں بات کرتے تھے۔ اگر کوئی دوسری زبان بولتا تو آپ اس کا جواب اردو میں دیا کرتے تھے۔ (ذکر خیر مولفہ عزیزالرحمٰن)

خواجہ نور محمد مہاروی بھی بہاولپور میں اردو کو عام کرنے کا ذریعہ بنے۔ یہ ۲۸ سال دہلی میں رہنے کی وجہ سے اردو روانی سے بولتے تھے۔ ان کے ہاں آنے جانے والے بھی اردو اچھی طرح سمجھنے لگے تھے۔ ان بزرگوں کا ساری ریاست میں کافی اثر تھا۔ ان کی مجلسوں میں جو گفتگو ہوتی اس میں مقامی زبان کے علاوہ فارسی اور اردو کا استعمال بھی عام ہوتا تھا۔ غرض ان کے طفیل اردو عام ہوئی اور لوگوں میں اردو کا ذوق بھی پیدا ہوا۔ ان کے ہاں آنے والوں میں روساو امراء اور غریب و غربا بھی ہوتے تھے جو علمی نکات پر اردو میں بات کرنا زیادہ پسند کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ۱۶ سال کے بعد جب خواجہ نور محمد مہاروی اپنے مرشد مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے ساتھ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے عرس میں شرکت کے لیے آئے تو خواجہ نور محمد مہاروی سے فرمایا کہ ابھی عرس میں ایک ہفتہ باقی ہے۔ تم اپنی والدہ سے جا کر مل آؤ۔ خواجہ نور محمد مہاروی کا وطن پاک پتن سے زیادہ فاصلے پر نہ تھا، چنانچہ وہ جب اپنے مرشد کے ارشاد کے مطابق اپنے گھر پہنچے تو ان کی وضع قطع بالکل ہندوستانی لوگوں کی تھی۔ تنگ پاجامہ پہنے، انگرکھا زیب تن، کلاہ چہار ترکی سر پر اور وضو کے لیے مٹی کا آفتابہ کندھے پر تھا۔ دور سے ہندوستانی درویش معلوم ہوتے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ یقیناً یہ کوئی ہندوستانی ہے۔ چنانچہ آپ کی بچی نے دیکھا تو ان سے دریافت کیا۔ "میاں درویش! تم ہندوستان سے آرہے ہو۔ ہمارا ایک لڑکا بابل نامی تعلیم حاصل کرنے ہندوستان گیا تھا۔ اب تک اس کی کوئی خبر نہیں آئی۔" خواجہ صاحب سن کر بولے "میں ہی بابل ہوں اور آج سے ۱۶ سال قبل دہلی گیا تھا۔" فوراً ان کی والدہ کو اطلاع دی گئی۔ اس اطلاع پر ان کی والدہ دوڑتی دوڑتی آئیں اور بیٹے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اگرچہ ان کے مرشد خواجہ فخر جہاں دہلوی نے انھیں وقت رخصت یہ نصیحت کی تھی کہ اپنے وطن میں وطن کا لباس پہننا لیکن ان پر جو ہندوستانی تہذیب کے اثرات تھے وہ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہے۔ ان کے خلفا میں خواجہ عاقل محمد جو مشہور سرائیکی شاعر خواجہ غلام فرید کے دادا تھے اکثر خواجہ نور محمد مہاروی کے ساتھ دہلی جایا کرتے تھے۔ ان کے روابط آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے ہوگئے تھے۔ بہادر شاہ ظفر خواجہ عاقل محمد کا بڑا قدر دان تھا۔ انھوں نے اپنے شعروں میں بھی بڑی محبت و عقیدت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ان کا ایک شعر ہے:

صحبت پیر مغاں ہمکو خوش آئی ہے بدل
ہم ہیں عاقل ربط عاقل سے دلی رکھتے ہیں ہم

اسی غزل کا یہ مقطع ہے جس میں انھوں نے اپنے مرشد خواجہ فخر جہاں کا ذکر کیا ہے:

دل فدا کرتے ہیں نام فخر دیں پر اے ظفر
عشق اپنے پیر کامل سے دلی رکھتے ہیں ہم

اس سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ان بزرگوں کی وجہ سے بہاول پور میں اردو آئی اور لوگوں میں اردو کا ذوق پیدا ہوا۔

خواجہ عاقل محمد کا حلقۂ اثر بھی بڑا وسیع تھا۔ ان کے ہاں درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ ان کے درس میں آنے والے طلبہ کیسے اردو سے بیگانہ رہ سکتے تھے۔

قاضی عاقل محمد کے علاوہ حافظ محمد جمال ملتانی بھی خواجہ نور محمد مہاروی کے خلفا میں سے تھے۔ یہ بھی اپنے مرشد کے ساتھ مولانا فخر جہاں کے پاس دہلی میں جایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا نے خواجہ نور محمد مہاروی سے فرمایا تھا کہ تم اپنے اس مرید سے کہو کہ سلسلۂ چشتیہ میں لوگوں کو بیعت کریں اور اب اس سلسلے کا تم سے فروغ ہوگا۔ حافظ جمال ملتانی سے کہو کہ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں کو مرید کریں۔ چنانچہ حافظ جمال ملتانی نے حسب ارشاد سب سے پہلے جس شخص کو خانقاہ حضرت بہاء الدین زکریا میں مرید کیا وہ حضرت خدا بخش خیر پوری تھے۔

یہ دونوں صاحبان بڑے باکمال اور اہم علم میں سے تھے۔ خواجہ خدا بخش خیر پوری حضرت شاہ ولی اللہ و محدث دہلوی کے شاگرد اور انھیں کے مدرسے سے فارغ التحصیل تھے۔ حضرت حافظ جمال ملتانی کے مرید ہونے کے بعد ان کا تعلق و ربط خواجہ نور محمد مہاروی سے ہوگیا اور وہ ان کی خدمت میں آنے لگے بلکہ یہی کشش تھی کہ وہ مستقل طور پر خیر پور (سابق ریاست بہاول پور) میں مقیم ہوگئے جو مہار شریف کے قریب ہے۔

نواب غازی الدین بادشاہ دہلی کے وزیر تھے۔ ان کا قائم کردہ مدرسہ بھی دہلی میں مشہور تھا۔ یہ حضرت فخر جہاں دہلوی کے مریدین میں سے تھے اور خواجہ نور محمد مہاروی کے پیر بھائی تھے۔ یہ پہلے حضرت خواجہ نور محمد کی خدمت میں مہار شریف رہتے رہے اور بعد میں خیر پور میں خواجہ خدا بخش خیر پوری کے پاس آگئے اور آخر عمر تک وہیں رہے۔ ان کے نام کا ایک محلہ آج تک خیر پور میں ہے۔

نواب غازی الدین صاحبِ علم اور شاعر تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے ان کی ایک مثنوی بھی کافی مشہور ہے جس میں خواجہ نور محمد مہاروی کا ذکر بڑے دلنشین انداز میں کیا گیا ہے مثلاً یہ شعر ہیں:

ذکر نور محمد آں ہمہ نور
گر نویسم جہاں شود پر نور
حق کہ ایں عالم است آبائش
آمد اطلاق نور بر ذاتش

اس زمانے میں اگرچہ اردو کا چلن عام ہوگیا تھا لیکن تحصیل علم اور خط و کتابت وغیرہ کے لیے فارسی زبان کا رواج تھا۔ یہی صورت بہاول پور کے علمی حلقوں کی تھی۔ لوگ فارسی پڑھتے تھے اور فارسی زبان میں خط و کتابت کرتے تھے۔ لیکن بول چال کے لیے اردو کا سہارا لیتے تھے۔

حضرت ملوک شاہ کی زبان تو اردو تھی۔ اس لیے ان کے پاس آنے والے ان سے اردو میں بات کرتے تھے۔ خواجہ محکم الدین سیرانی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آنے جانے کی وجہ سے اردو بولنے لگے تھے۔ لیکن خواجہ نور محمد مہاروی جن کا تعلق دہلی سے کافی عرصے رہا تھا ان کی زبان کے علاوہ اردو بھی ثانوی زبان بن گئی تھی۔ ان کے متعلقین و متوسلین کی وجہ سے بھی اردو عام ہوئی اور ان کی دیکھا دیکھی لوگ اردو بولنے لگے۔ خاص طور پر پڑھے لکھے لوگ اپنی زبان کے علاوہ اظہار خیال کے لیے اردو کا استعمال ضروری خیال کرنے لگے۔ وہ اردو میں بات چیت سے یہ ثابت کرتے تھے کہ وہ تعلیم یافتہ ہیں۔

آداب الطالبین (ضمیمہ آداب الطالبین مولفہ محمد عبدالحمید چشتی سلیمانی مطبوعہ مطبع رضوی دہلی سلسلہ نمبر ۳۳) کے نام سے ایک کتاب محمد عبدالحمید چشتی سلیمانی نے آج سے تقریباً سو سال پہلے لکھی تھی اس میں ذکر "الفاظ قدسی" کے تحت خواجہ نور محمد مہاروی کے حالات میں لکھا ہے:

"قبل وصال کے آپ حیاۃ ابدی اپنے کے خبر دینے کے واسطے یہ بیت فرمائی۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن
بھلی بسری سر سے ملی بلائے
جیسی تھی ویسی بھی اب کچھ کہا نہ جائے

فرمایا: انسان کامل جان عالم ہے۔ فوت ہونا اوس کا فنائے عالم کی ہے۔

فرمایا: ہر موجودات جمالِ حق تعالیٰ ہیں اور یہ بیت فرمائی:

آں لحظہ کہ بر آئینہ تابد خورشید
آئینہ گماں برد کہ من خورشیدم

فرمایا: سب کام موقوف اوپر ایمان کے ہیں۔ شفاعت حضرت رسول علیہ السلام کی بھی بعد استقامت ایمان کی ہے۔ پس کوئی شب جمعہ کو مرے یا ماہ رمضان المبارک میں"

فرمایا: اگر پیر مرید کو اوراد اشغال تلقین کرے اور مرید اس کو ترک کرے پھر اس کو پہچانے، اگر مدت تک نزدیک اس کے بیٹھا رہے۔

خواجہ صاحب کے یہ ارشادات اردو زبان میں ہیں جو مصنف نے ان کے اپنے الفاظ میں قلم بند کیے ہیں۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جو علمی نکات بیان کرتے تھے وہ زیادہ تر اردو میں ہوتے تھے۔ اردو میں بھی ان کا ذوق پختہ تھا۔

نواب غازی الدین کے یہ ہندی اشعار بھی ملاحظہ کیجیے جو خواجہ صاحب کے سامنے بھی پڑھے جاتے تھے۔ ان کا تخلص نظام تھا۔

کے مدینے جائیکے کیا طواف نظام
سیس نوایا فخر کو لے اوس کا نام

نواب غازی الدین کے علاوہ خواجہ نور محمد مہاروی، خواجہ نظم الدین سیرانی اور قاضی عاقل محمد کے اکثر مریدین کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے اور ان کے بعض اشعار بھی ملتے ہیں جو یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ قبلۂ عالم کے ایک خادم نور احمد بسمل تھے اور مارسی شوق شاہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے یہ اشعار دیکھیے۔

اے خدا مجھکو دکھا دے روضۂ شاہ عرب
بس تمنائے زیارت میں ہوا ہوں جاں بلب
آستانِ روضۂ عالی پہ آنکھوں کو ملوں
سرجھکا کر یوں کہوں یا سید اعلیٰ نسب
ہے مرے زخموں کا مرہم تیری چشم التفات
التجا کرتا ہوں تیری بارگہ میں با ادب
وقت کندن سختیٔ سکرات سے دینا نجات
یا نبی جی نزع کا میرے قریں ہو وقت جب
جب نکیرین آکے میری قبر میں پوچھیں سوال
آپ کا ہی کلمہ جاری ہو مرے ہونٹوں پہ تب

موضع لال سوہانرا کے رہنے والے قاضی فقیر محمد حضرت خواجہ نظم الدین سیرانی کے مرید تھے۔ ان کی نعت کے یہ اشعار دیکھیے:

آپ کی ذات مقدس کے سوا کوئی نہیں
شافعِ محشر ہمارا یا محمد مصطفےٰ
عشق رکھنا آپ سے اور آل سے اصحاب سے
دین و ایماں ہے ہمارا یا محمد مصطفےٰ
ہے کلام اللہ سے ثابت ایسا کوئی بھی نہیں
حق تعالیٰ کو ہو پیارا یا محمد مصطفےٰ
آرزو میری ہے حق سے جس گھڑی ہوں جاں بلب
نام لب پر ہو تمہارا یا محمد مصطفےٰ

رات دن شوق زیارت میں تڑپتا ہوں نصیر
پاس بلوا لو خدارا یا محمد مصطفےٰ

خواجہ عاقل محمد بھی شعر کہتے تھے لیکن ان کا کلام ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا۔ تاہم ان کے فرزند خواجہ احمد علی جو خواجہ نور محمد مہاروی کے مرید تھے ان کے یہ اشعار ملے ہیں۔

کیوں نہ ہو ہر ایک ہی شیدا محمد کا
ہے فضائے قدس میں چرچا محمد کا
ہے نبی کی ذات ہر جا جلوہ گر
بج رہا ہے ہر جگہ ڈنکا محمد کا

خواجہ احمد علی کے فرزند خواجہ غلام فرید نہ صرف سرائیکی زبان کے مسلم الثبوت استاد تھے بلکہ ان کا اردو دیوان بھی چھپ چکا ہے۔

اردو اور سرائیکی میں مماثلت

یوں تو اردو برصغیر پاک و ہند میں بولی جانے والی تمام زبانوں کے اختلاط کا نتیجہ ہے اور کم و بیش سب زبانوں نے اس کے بنانے سنوارنے میں حصہ لیا ہے۔ لیکن سندھی، ملتانی (سرائیکی) اور پنجابی وہ ابتدائی زبانیں ہیں جنھوں نے اردو کے عمل تخلیق میں نہ صرف براہ راست حصہ لیا بلکہ اس کے اثرات اب تک اردو میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ یہ زبانیں آپس میں ملتی جلتی بھی ہیں۔ ان کے بہت سے الفاظ مشترک بھی ہیں اور ان میں عربی فارسی الفاظ کا میل بھی ہے۔

اردو پر ان اثرات کا اندازہ ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے جو اب بھی کسی نہ کسی صورت میں اردو میں موجود ہیں۔ مثلاً ملتانی یا سرائیکی زبان کے الفاظ لکھ، کھنڈ، بھنڈ، منگ، تل اردو الفاظ لاکھ، کھانڈ، بھانڈ، مونگ اور تالاب کی شکل میں موجود ہیں۔

قدیم اردو میں بھی یہ الفاظ اسی طرح استعمال ہوتے تھے اور اب تابع مہمل کے طور پر مستعمل ہیں۔ مثلاً ملنا جلنا میں جلنا تابع مہمل ہے۔ جو آج بھی ملتانی زبان میں چلنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

تیرھویں صدی عیسوی کے مشہور شاعر امیر خسرو بلبن کے دوسرے بیٹے خان شہید کی مصاحبت میں ملتان آئے تھے اور یہاں تقریباً تین سال رہے تھے۔ تاتاری حملہ آوروں نے خان شہید کو قتل کر دیا اور امیر خسرو گرفتار ہوئے۔ اس گرفتاری کے بعد تاتاریوں نے امیر خسرو سے طرح طرح کی مشقت لی جس کا ذکر انھوں نے اپنے اشعار میں بھی کیا ہے۔

مشکہ برسر نی نہادہ گل　　تو بزہ برنہاد و گفت بچل

دوسرے مصرعے میں لفظ جُل استعمال ہوا ہے جو آج سے سات سو سال پہلے بھی ملتانی زبان میں بولا جاتا تھا۔ اسی طرح دن دہاڑے۔ برتن بھانڈہ، گوراچٹا، بھلا چنگا، بچا کھچا، میل کچیل، مانگنا تانگنا اور سوٹا جھوٹا میں جو توابع ہیں ملتانی زبان میں اپنے اصل معنی میں بولے جاتے ہیں۔ لیکن اردو میں توابع کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اور معنی کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں۔

بابا فرید گنج شکر چھٹی صدی ہجری کے بزرگ ہیں۔ ان کا ایک فقرہ ماہرین لسانیات اردو کی قدامت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے اور مادر موسناں کے درمیان ان کی گفتگو نقل کی ہے۔ جب مادر موسناں نے کہا "خواجہ برہان الدین بالا ہے" تو آپ نے فرمایا کہ "پونوں کا چاند بالا ہوتا ہے۔" یہ فقرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے اردو ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اردو کا عمل تخلیق چھٹی صدی ہجری میں شروع ہو گیا تھا۔

قدیم اردو میں سرائیکی یا ملتانی الفاظ کا استعمال دیکھیے۔ ولی دکھنی کے اشعار ہیں:

کہتا ہوں ترے ناؤں کوں میں ورد زباں کا
کہتا ہوں ترے شکر کوں عنوان بیاں کا

صورت تسکین نہیں دستی مگر اس حال میں
اے ولی ہیو نہ پوچھے حال مجھ غمگین کا

گرمی سوں دیکھتا ہوں تیری طرف اے گلرو
تا وہ رقیب بدخو جل بل کباب ہوئے

ان اشعار میں کہتا۔ کوں دستی۔ ہیو۔ سوں۔ جل بل سرائیکی میں آج تک مستعمل ہیں۔ ملاوجہی، ابراہیم عادل، علی عادل، اشرف گجراتی اور مبارک شاہ آبرو کے اشعار میں بھی سرائیکی کے الفاظ آئے ہیں۔ مثلاً تو کی جگہ توں، اور کی جگہ ہور، لوگ کی جگہ لوکاں، آنسوں کی جگہ انجوں، پھر پھر کی جگہ ول ول، بدن کی جگہ پنڈا، بہرحال یہ اردو کی ابتدا تھی اور بعد میں یہ لفظ تبدیل ہو گئے۔

قواعد صرف و نحو میں بھی اردو اور سرائیکی میں بہت مماثلت ہے۔ دونوں زبانوں میں اسما اور افعال کے خاتمہ پر الف آتا ہے۔ دونوں میں جمع کا قاعدہ ایک جیسا ہے۔ دونوں تذکیر و تانیث میں متحد ہیں۔ سرائیکی میں جب مصدر کو منصرف کرتے ہیں تو اس کے آخر کا الف گرا دیتے ہیں جیسے کرنا سے کرن بن گیا، چنانچہ تیرھویں صدی عیسوی کے ابتدائی دور کے سرائیکی شاعر عبدالحکیم روہی کا شعر ہے:

ہویا کنعان دے وچ ظاہر
لگی لگن خلق دی جان باہر

یہی قاعدہ قدیم اردو میں بھی مروج تھا۔ چنانچہ ولی دکھنی کی شعر ہے:

کروں کیا وقت میں ہے اب ملن کا
نہ کچھ فرصت ہے اب باتاں کرن کا

قدیم اردو میں صیغہ جمع کا اثر تمام جملے پر ہوتا تھا۔ جیسے مرزا سودا کا یہ شعر ہے:

جب لبوں پر یار کے مسی کی دھڑیاں دیکھیاں
جوں زحل کے ساعتیں اس دل پہ گھڑیاں دیکھیاں

یہی حال سرائیکی کا بھی ہے۔ مثلاً عبدالحکیم روہی کا شعر ہے:

کیتو سو قید تے زخمی ہزاراں
تے قیدیاں زخمیاں لائیاں قطاراں

ایک اندازے کے مطابق سرائیکی اور اردو میں ۶۰ فیصد الفاظ مشترک ہیں۔

بہاول پور میں اردو بحیثیت سرکاری زبان

بہاول پور میں باقاعدہ نفاذ اردو سے قبل یہاں کی سرکاری زبان فارسی تھی- لوگ ذاتی خط و کتابت اور سرکاری مراسلات کے لیے بھی فارسی زبان استعمال کرتے تھے اردو کو بطور سرکاری زبان استعمال کرنے کا حکم ۱۸۳۵ء میں ہوا- عدالتوں اور محکمہ مال میں اہل کار اردو میں کام کرنے لگے لیکن فارسی کا استعمال ۱۹۰۰ء تک رہا- لوگ اپنی معروضات اور درخواستیں فارسی زبان میں لکھتے رہے- مثلاً خواجہ غلام فریدؒ ۱۸۹۶ء میں ریاست کے وزیر اعظم کے نام ایک سفارشی خط فارسی میں لکھتے ہیں لیکن اس پر دفتری کارروائی اردو میں ہوتی ہے-

بسم اللہ تعالیٰ

وزیر صاحب والا مراتب بلند مناسب معلی العباد- متعال خطاب مصدر توجہات و مجمع عنایات- مظہر جود والاحسان منبع مکارم و مراحم والاشان خانصاحب محمد ابراہیم علی خانصاحب- وزیر اعظم و صدر معظم- ریاست بہاولپور-

بعد از ایزاد مراسم اسمہ مسنونہ و ادعیات--- کہ حضور ------ اقبال و حوائج صوری و معنوی کشوف شد فیض ------ می آید- خرچ تیل چراغ در مبلغ دو روپیہ کلدار ماہوار برائے اصراف روشنائی خانقاہ مقدسات حضرات عالیات قبلہ والی کوٹ شریف بنام خواجہ واحد بخش از جانب سرکار عالی دام اقبالہ و ملکہ مقرر و ----- است- لیکن کار بار مجالست و خدمات خانقاہ مقدسہ بر خلیفہ کلاں میاں اللہ دتہ صاحب منحصر است کہ ----- کار مجاورت خلیفہ موصوف ----- حسب مناسبت -------- معمول تیل چراغ بنام خلیفہ میاں اللہ دتہ صاحب مناسب اغلب کہ توجہ فرمودن دریں باب نویسی الطاف است بنا براں ------ خانصاحب والاشان-------- محاسن------ پیر محمد خاں کاردار بفضیلہ----- کہ حاضر خدمات گردید گزارش خود ساخت برائے نوازش بروقت پیدائش در حضور شدہ مہربانئے اندراج خواہد ساخت کہ عین تعمیل----------

۲- ماہ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ

العبد

فقیر غلام فرید- سجادہ نشین سکنہ کوٹ شریف

(دستخط) فقیر غلام فرید

وزارت

حضور والا کی خدمت میں پیش ہو- ۱۸-جون ۱۸۹۶ء

دستخط بحروف انگریزی

پیشگاہ معلیٰ

منظور ہے- واپس ہو- ۱۸- جون ۱۸۹۶ء

دستخط بحروف انگریزی

وزارت

یہ معمول میاں اللہ دتہ کے نام منظور ہوا ہے- بخدمت شیخ صاحب اخراجات و کاردار صاحب خان پور کو اطلاع دی جائے ۱۸- جون ۱۸۹۶ء

دستخط بحروف انگریزی

جناب عالی

یہ کاغذ متعلق محکمہ حساب و اخراجات منشی متعلقہ وہاں ارسال فرمایا جاوے

مورخہ ۷- اکتوبر ۱۸۹۶ء

دستخط بحروف اردو

از محکمہ حسابات

محکمہ صدر حساب------------ میں مرسل ہووے

۸- اکتوبر ۱۸۹۶ء

حوالہ محاسب---------- میں پیش ہووے-

نمبر ۳۲۲۷ ۱۱- اکتوبر ۱۸۹۶ء

دستخط بحروف اردو

نواب محمد بہاول خان کے بعد نواب محمد مبارک خاں ریاست کے تاج و تخت کے وارث قرار پائے- انھوں نے ۲۲ سال حکومت کی- لیکن یہی زمانہ پنجاب میں سکھوں کی یلغار کا تھا- وہ نواب محمد مبارک خاں کو تنگ کرتے رہتے تھے- ان کے بعد ان کے بیٹے نواب محمد بہاول خاں ثالث تخت نشین ہوئے- سکھ ان کے لیے بھی پریشانی کا موجب تھے- آخر انھوں نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کر کے حکومت انگلشیہ سے مدد کی درخواست کی اور ریاست کا نظام ان کے سپرد کر دیا جن کی کوشش سے سکھا شاہی کا خطرہ ٹل گیا اور ریاست ان کی یلغار سے بچ گئی- نواب محمد بہاول خاں ثالث کے بعد ان کے بیٹے نواب محمد صادق خان رابع وارث تخت قرار دیے گئے لیکن وہ بالکل کم سن تھے- لہٰذا حکومت انگلشیہ سے

درخواست کی گئی کہ نواب صاحب کے بالغ ہونے تک ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں رکھیں۔

یہ زمانہ ۱۸۳۳ء سے ۱۸۷۹ء تک رہا۔ اس زمانے میں سرکاری مراسلت انگریزی زبان میں ہوتی تھی لیکن ان کا ترجمہ اردو میں کیا جاتا تھا۔ پھر براہ راست اردو میں سرکاری خط و کتابت شروع ہو گئی۔ چنانچہ ۳۰۔دسمبر ۱۸۵۳ء کو نواب صاحب کے نام مسٹر جان لارنس چیف کمشنر اور ریذیڈنٹ گورنر جنرل کا ایک خط اردو زبان میں لکھا ہوا آیا جس کا متن درج ذیل ہے۔

نواب بہاولپور کے نام جان لارنس کا اردو خط

نواب صاحب مشفق مہربان کرمفرمائے مخلصان سلامت!

بعد از اشتیاق ملاقات کہ زید مجد و الفت کشوف خاطر اتحاد اثر بعد کہ ایک صاحب اسسٹنٹ بہادر کہ نام ان کا روزن روڈ صاحب ہے اور زیر حکم کرنیل صاحب بہادر سرویر جنرل ممالک ہندوستان کے کام کمپاس انگریزی کا کرتے ہیں چنانچہ صاحب اسسٹنٹ بہادر موصوف کمپاس لگاتے ہوئے از طرف سندھ تا بہاولپور آویں گے۔ آں مشفق برائے مہربانی و نظر اتحاد و یکجہتی اپنے کارداران کے نام حکم جاری فرماویں کہ جو کچھ امداد صاحب بہادر کو کلی اردو گراں و دمعار مستری یا کچھ مصالحہ کی تعمیر کی بضرورت کام کمپاس کے درکار ہو مطابق خواہش ممدوح کے کارداران آں مشفق بہم پہنچا دیا کریں اور صاحب ممدوح اسی وقت دام واجبی ادا کریں گے۔۔۔۔۔۔الخ

اردو میں جان لارنس کا ایک اور خط

۲۱۔ جنوری ۱۸۵۶ء کو اسی جان لارنس کا ایک اور خط نواب صاحب کے نام تجارتی مال کی درآمد و برآمد پر شرح محصول میں ردو بدل کے سلسلے میں آیا۔ اس کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

"از آنجا کہ علاقہ بہاولپور میں طریقہ اخذ محصول سائر برآمدرفت مال تجارت براہ گزر سرک پنجند بحساب ۱۹/۱۵ فیصدی مال کے لیا جاتا تھا۔ مروج و نیز کنارہ دریائے ستلج پر ملازمان نواب صاحب والی بہاولپور محصول عبورانہ دو روپیہ لیتے تھے کہ وہ بھی شرح سنگین اور مخلوط محصول کے تھا۔ اس میں بیوپاریاں و تجارت بیشتاں مال کو موجب زیر باری و تکلیف کا ہوتا تھا۔ و باعث اجرائے سرک آمد و رفت تجارت سکھر و فیروز پور وغیرہ اندر علاقہ بہاولپور کے وسط برایں معنی کہ آمد و رفت مال تجارت و بسبیل ڈاک شتران سرکاری بہ آسائش و آرام ہوا کرے اور بیوپاریاں و تجاران کو کچھ گرانی ادائے محصول و وقت نہووے اور سلسلہ آمد و رفت مال تجارت کا بخوبی جاری ہو جاوے۔ ایں جانب نے نواب صاحب بہادر سے مراد تخفیف محصول استصلاح و استصواب کیا تو نواب صاحب نے بہ نظر علو ہمتی اپنی کے رفاہ عام و سہولت خلائق کے شرح اخذ محصول سائر و عبور دریائے ستلج کے بعد تخفیف بدیں تفصیل مقرر فرمائی کہ ذیل میں درج ہوتی ہے۔ مد اول بابت شرح سائر راہ سرک یعنی جس کے اندر علاقہ بہاولپور اگر مال

تجارت کا سکھر سے بہاولپور پہنچ کر ملتان میں جاوے، محصول اس کا بحساب فیصدی قیمت مال دو روپیہ اور مال مذکورہ جو بہاولپور سے بیشتر جانب فیروز پور روانہ ہو گا تو ایک روپیہ فیصد مال بہاولپور سے فیروز پور تک مقرر ہوا اور بابت کل جو کیات پرمٹ کی شرح مذکورہ بالا ایک جگہ بہاولپور میں لیا جاوے گا اور واضح ہو کہ جو مال بہاولپور ہو کر بعد عبور دریائے ملتان آوے گا تو سوائے محصول مندرجہ بالا محصول میر بحری کے علاوہ ادائی ہوا کرے گا اگر مال کسی کا فیروز پور سے روانہ ہو کر داخل بہاولپور کے ہو اور ملتان کو جائے تو بحساب فیصدی دو روپیہ بابت محصول کل جو کیات عرض راہ فیروز پور بہاولپور کے بمقام بہاولپور وہ شخص ادائی کرے۔ ایسے مال پر سوائے حق عبور و دریا کہ شرح اوسکی آئندہ درج ہے نام نہاد محصول سائر ملازمان نواب صاحب کچھ مطالبہ نہ کریں گے۔ اگر وہی مال بہاولپور سے بیشتر روانہ سکھر کا ہو تو ایک روپیہ بابت عرض راہ بہاولپور و سکھر کے بمقام بہاولپور لیا جائے گا۔ اور کچھ تعلق اوس مال سے نہ ہو گا جابجا تاجران کو نرخ تلاشی وغیرہ کی نہ ہوگی توضیح اس کی یہ ہے کہ جو شخص اپنا مال تجارت کا بطور روانہ تصدیق قیمت مال کا حاکم ضلع سے جہاں سے مال بھرتی کرے لکھا کر ہمراہ مال کے اپنے ساتھ رکھے کہ اوس طریقہ پر امتیاز قیمت مال شرح محصول متذکرہ بالا لیا جاویگا۔

مد دوم متعلقہ محصول عبور دریائی۔

شرح اخذ محصول میر بحری دریائے ستلج کہ عابران رعایا سرکار انگریزی سے لیا جاویگا۔ یہ ہے کہ باہم سرکار انگریزی و نواب صاحب والی بہاولپور کی قرار پذیر ہووے کہ جو لوگ رعایا سرکار انگریزی اس طرف سے یعنی ملک سرکار انگریزی جانب ملتان سے اوس طرف کو علاقہ بہاولپور میں عبور کریں اون کا محصول سرکار انگریزی عابر ہوں گے وہ محصول ملازمان نواب صاحب لیا کریں گے۔ سرکار انگریزی میں پھر خواستگاری اس کی نہ ہو گی یعنی عام دستور یہ ہوا کہ ایک کنارہ یہ اس طرف کی سرکار انگریزی میں محصول برآمد کا لیا جاوے۔ درآمد کا نہ لیا جاوے گا اور اوس طرف کنارہ دریائے کی رعایا سرکار انگریزی سے ملازمان نواب صاحب محصول برآمد کا لیں گے۔ درآمد کا نہ لیں گے کہ تفصیل اخذ محصول میر بحری کنارہ دریائی علاقہ کی یہ ہے۔

یہاں شرح محصول کی تفصیل درج ہے اس کے بعد تحریر ہے کہ

"چونکہ یہ تحریری اس قلیل محصول مندرجہ پر دو مد رقومہ بالا کی نواب صاحب والی بہاولپور نے محصول مقررہ سابقہ سے بہت سی تخفیف کر کے محض رفاہ عام اس قدر ہی لینا تجویز کیا فائدہ خلق اللہ پایا گیا۔ سو واسطے اطلاع عوام الناس و تاجران ملک سرکار انگریزی کے مشتہر کرنا تفصیل بالا کا مناسب تصور ہو کر حکم ہوا کہ

ایک ایک نقل روبکاری بذا خدمت میں صاحبان کمشنر بہادر ملک محفوظ و ملتان و لاہور کے مرسلو کر قلمی ہووے کہ صاحبان ممدوح اس تفصیل کی اپنی اپنی قسمت میں بخوبی مشتہر کروا دیں کہ خاص و عام کو

تقرری محصول مندرجۃ الصدر سے بخوبی آگاہی ہو جاوے کہ اپنے اخبار میں اس روبکاری کو بجنس چھاپ دیوے کہ اس میں فائدہ عام متصور ہے چونکہ آمد در آمد تجارت کی ضلع سرسہ سے بھی اکثر جاری رہتی ہے اس واسطے ایک نقل اس روبکاری کی بذریعہ چٹھی انگریزی مختصر کی براہ راست بخدمت ضلع بہادر سرسہ کی ہمراہ اطلاع عوام کو بھیجی جاوے۔"

ان دونوں تحریروں میں بہت سے ایسے لفظ استعمال ہوتے ہیں جو اب استعمال میں نہیں آتے۔ مثلاً پہلے خط میں کلی داران عماد دام واجبی کے الفاظ آئے ہیں اور دوسرے خط میں اخذ محصول، سائر، محصول عبورانہ، سنگین، تخفیف، محصول، استصلاح، استصواب، امیر بحری، عابران، خواستگاری اور قلمی جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ کلی داران مزدوری پیشہ کو کہتے ہیں۔ دام واجبی درست دام کے لیے استعمال ہوا ہے۔ عمار گدھے کو کہتے ہیں، اخذ محصول محصول لینے کے لیے، سائر فیس ادا کرنے والے، عبورانہ دریا سے اترنے کے لیے، سنگین معنی بھاری، تخفیف کے معنی کمی، استصلاح مشورہ کرنا صلاح کرنا، استصواب درستی چاہنے کے لیے، خواستگاری خواہش کرنے کے لیے اور قلمی بمعنی تحریر کرنا ہے۔ امیر بحری جہاز کے افسر کو کہتے ہیں۔

حکومت انگلشیہ سے مداخلت کی اپیل اور اس کا جواب اردو میں

نواب صادق محمد خان رابع کو جب اپنے والد کی گدی سپرد ہوئی تو ان کی عمر ۱۴سال کی تھی، ریاست کے حالات اچھے نہیں تھے، اندرونی طور پر خلفشار تھا اور بیرونی طور بھی خطرات تھے، نواب صاحب کی والدہ نے اپنے مشیروں سے مشورہ کر کے حکومت انگلشیہ سے درخواست کی کہ جب تک نواب صادق محمد رابع جوان نہ ہو جائیں اس وقت تک ریاست کا انتظام وہ سنبھال لیں۔ چنانچہ ۔۔ مراد شاہ سے ایک خط حکومت انگلشیہ کو لکھوایا گیا جس کا جواب اردو میں نواب صاحب کے نام آیا۔ یہ خط ۴۔اگست ۱۸۶۶ء کو موصول ہوا تھا جس کا متن یہاں درج کیا جاتا ہے۔

نواب صاحب مشفق مہربان کرمفرمائے مخلصان سلامت:

بعد اشتیاق ملاقات مسرت آیات کہ مثل شرافت و اوصاف گرامی پایاں پذیر نیست مکشوف خاطر صفا ماثر گردانندہ می آید۔ حسب خواہش دی آں مہربان مندرجہ خریطہ غرہ ماہ ربیع الاول ۱۲۸۳ھ واستدعا مشیران ریاست بہاولپور جناب نواب صاحب مستطاب القاب وائسرائے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند نے مداخلت سرکار انگریزی انتظام امور ریاست بہاولپور میں اور کرنا انتظام امورات کا بذریعہ ایک عہدیدار انگریزی تاسن تمیز آں مشفق منظور فرمایا ہے جو انتظام کیا جائے گا۔ بنام آں مشفق اور آپ کے فائدے کے واسطے کیا جائے گا۔ سب لوگوں کے واجب حقوق اور دعووں کا لحاظ کیا جائے گا۔ جہاں تک ممکن ہو گا قدیم متوسل ریاست جو نمک حلال اور مطیع رہیں گے بدستور ملازم رکھے جائیں گے اور حتی الامکان سب لوگوں کی حق رسی کے باب میں حکم مناسب دیا جائے گا۔ اہلکاران اور سپاہیان

ریاست بدستور نوکر رہیں گے اور ان کے مواجب قاعدے کے ساتھ برابر ملتے رہیں گے۔ ریاست کی آمدنی کا قاعدے کے ساتھ ٹھیک ٹھیک حساب رکھا جائے گا جو وقت آں مشفق کی عمر اٹھارہ سال کی ہو گی کل انتظام ریاست آں مشفق کے سپرد کر دیا جائے گا۔

چنانچہ ولیم فورڈ صاحب کمشنر ملتان پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور مقرر ہوئے ہیں۔ صاحب ممدوح کے انتظام امورات ریاست بہ حسن وجوہ فرمادیں گے اور جو خرچ اس انتظام میں ہو گا وہ ریاست سے ہو گا۔

مدام از سامی نامجات مشوحی رح مزاج مودت امتزاج مسرور و محفوظ میفرمودہ باشند۔ مرقومہ ۴۔ اگست ۱۸۶۶ء

منجانب صاحب ہندی تھارنٹن
سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب، لاہور

اس کے بعد ریاست بہاولپور میں حکومت انگلشیہ کی عملداری ہوگی۔ ایک کونسل آف ایجنسی قائم کی گئی جس کے تحت تمام انتظام ہونے لگے۔

مفسدہ پردازی کے خلاف کارروائی

ریاست میں جو لوگ فساد برپا کر کے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے ان کے خلاف بہاولپور کی طرف سے حکومت انگلشیہ میں تحریک کی جاتی ہے اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ ان مفسدہ پردازوں کو حکومت بہاولپور کے حوالہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں حکومت انگلشیہ نے جو جواب اپنے نیشو ایجنٹ کے ذریعے حکومت بہاولپور کو ارسال کیا تھا اس کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

"مورخہ ۷، ۲، ربیع الاول ۱۲۸۲ھ مشعر حالات سازش مفسدان بہاولپور باعلی زوسنداران خان گڑھ علاقہ مظفر گڑھ وادعائے حصول بازدان مفسدان مفرورہ پناہ گر علاقہ سرکاری انگریزی و سزا دہی وغیرہ امور مندرجہ مراسلہ آپ کا ملاحظہ میں جناب لیفٹیننٹ گورنر بہادر گذر کر حسب الارشاد لکھا جاتا ہے کہ گورنمنٹ پر یہ ضرور فرض ہے کہ جن مفسدان نے بحمایت سرکاری انگریزی پناہ لی ہے ان کو سازش و ہنگامہ پردازی آئندہ سے باز رکھے مگر یہ امر خلاف قواعد مروجہ ریاست ہائے ولایت انگلستان کے ہے کہ معاملات پولیٹیکل میں ان لوگوں کو جنہوں نے پناہ لی ہے مستوجب زیادہ سزا تصور کیا جائے۔"

اس کے بعد مفسدہ پردازوں کے خلاف کارروائی ہوئی اور جو خطرات درپیش تھے ان کا ازالہ ہو گیا۔

اردو کی ترویج میں نواب بہاول خان کا کردار

نواب محمد بہاول خان نواب صادق محمد خان رابع کے جانشین تھے۔ ان کا عہد حکومت ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۷ء تک ہے لیکن اس چار سال کے عرصے میں اردو سے اپنے خصوصی لگاؤ کا اظہار کیا۔ تصنیف و تالیف بھی کی اور سرکاری نوشت و خواں بھی اردو میں ان کا ایک نوٹ ملاحظہ ہو۔

"آج ۷ بجے شام کو اس جانب نے ملاحظہ قواعد پریڈ ملازمان پولیس موجودہ پولیس لائن بہاول پور کا کیا۔ ہم یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے کہ کنسٹیبلوں نے ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں قواعد میں خاصی مہارت حاصل کر لی ہے۔ چونکہ اس پارٹی کی میعاد تعلیم میں ابھی ڈیڑھ ماہ باقی ہے اس لیے امید کی جا سکتی ہے کہ اس عرصہ میں وہ تعلیم کی تکمیل پوری کر لیں گے۔ کنسٹیبلوں سے قانون پولیس کے متعلق زبانی سوالات بھی پوچھے گئے جن کے جوابات انہوں نے تسلی بخش دیے۔"

۲۸ مئی ۱۹۰۴ء

اردو کے لیے موجودہ مساعی

یوں تو بہاولپور میں اردو کو سرکاری دفاتر میں استعمال کا سلسلہ ایک سو سال سے زیادہ عرصہ سے چلا آتا ہے۔ لیکن درمیان میں یہ سلسلہ منقطع بھی رہا اور پھر انگریزی زبان کے رواج نے اردو کی اہمیت کم کر دی لیکن چونکہ بہاولپور میں دفتری کاروبار اردو میں ہوتا رہا تھا اس لیے اردو سے قطعی بیگانگی نہ رہی اور دفتری اہلکار بھی اردو میں کام کرتے رہے۔ تاہم موجودہ دور میں جب کہ اردو زبان سرکاری دفاتر کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے اور پاکستان میں اردو کو عام کرنے کی تدابیر ہو رہی ہیں سرکاری سطح پر بھی اس سلسلے میں کام ہوا۔ نیز مجلس دفتری زبان کے دفاتر ہر ضلع میں قائم کر دیے گئے ہیں۔ بہاولپور میں ضلعی مجلس زبان دفتری قائم ہے جس کے تحت مہینے میں ایک اجلاس اس مجلس کا ہوتا ہے جس میں ضلعی دفاتر میں اردو کے کام کا جائزہ لیا جاتا ہے اور بعض درپیش ضروری رکاوٹوں کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دفتری اصطلاحات کو اردو میں عام کرنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔

علاوہ ازیں یہاں اردو اکیڈمی کے نام سے بھی ایک ادارہ ۱۹۶۰ء سے قائم ہے۔ جو بہاولپور میں توسیع و ترقی اردو کے لیے کوشاں ہے۔ یہ مختلف موضوعات پر اردو میں کتابیں شائع کرتا ہے مزید براں اس ادارے کی طرف سے ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع ہوتا ہے جو لوگوں میں اردو کا ذوق عام کرنے میں بڑا کام کرتا ہے۔

یہ ادارہ بہاولپور کے اردو ادیبوں اور شاعروں کی تخلیقات کی وضاحت کا بھی اہتمام کرتا ہے جس سے لوگوں میں اردو میں کام کرنے کی لگن پیدا ہوتی ہے۔

دوسرا باب

(دفتری دستاویزات کے نمونے)

ایک اہلکار کی معطلی

بیراج کاردار سے پولیٹیکل ایجنٹ صاحب ناراض تھے اور اسے نالائق سمجھتے تھے اس لیے اس کے خلاف کارروائی کی گئی۔ نواب محمد نظام خان صاحب مدار المہام کی طرف سے ۲۸۔ اگست ۱۸۶۶ء کو حکم جاری ہوا۔ اس کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

روبکاری محکمہ وزارت ریاست بہاولپور باجلاس مدار المہام نواب محمد نظام خان

واقعہ ۲۸، اگست ۱۸۶۶ء

"آج معروضہ مولوی محمد رفیع الدین سے واضح ہوا کہ صاحب عظیم الشان سپرنٹنڈنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل بہاولپور بیراج کاردار خالصہ باغات پر بسبب نالیاقتی مشارالیہ کے ناراض ہیں اور منشا حضور کے واسطے تبدیل اس کے معلوم ہوتا ہے چونکہ رضامندی اور پاس خاطر صاحب ممدوح ازبسہ مقدم لہذا

حکم ہوا کہ

بیراج کاردار موقوف ہووے اور بجا اوس کے میاں غلام محمد خان پسر محمد یعقوب خان مرحوم کہ قدیم سے غلام سرکار اور محل اعتبار اور خیلے ہوشیار ہے مقرر کیا جاوے اور روبکار ہذا اطلاعاً بخدمت صاحب عظیم الشان سپرنٹنڈنٹ پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل بہاولپور کے بھیجی جاوے۔

فقط

اس عبارت میں بسبب نالیاقتی، مشارالیہ ازبسہ مقدم اور خیلے ہوشیار وغیرہ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو فارسی اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔

تعلقہ بطور استمرار دیا جانا

اگر کوئی علاقہ یا تعلقہ بطور استمرار کسی کو دیا جاتا تھا تو اس کی باقاعدہ منظوری حاصل کی جاتی تھی چنانچہ تعلقہ تھمر کے بطور استمرار دینے کے سلسلے میں مسٹر ولیم فورڈ پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل کی طرف سے ایک روبکار جاری ہوا جس کا متن درج ذیل ہے۔

"روبکار محکمہ ایجنٹی ریاست بہاولپور باجلاس مسٹر ولیم فورڈ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل بہادر۔

واقعہ ۲۰ اگست ۱۸۶۶ء

سنا جاتا ہے کہ تجویز دی جانے تعلقہ تھمر کا بطور استمرار از طرف مشیران ریاست کسی شخص کو درپیش ہے کہ ظاہر ہے کہ بلا حصول اجازت و منظوری اس محکمے کے کسی کو دیا نہیں جاسکتا۔ اگر اس بارے میں کچھ تجویز کرنی منظور ہے تو اول ایں جانب سے استفسار منظوری طلب کرنی چاہیئے باندراج کیفیت مفصل تب وہ تجویز قائم و جائز ہو گی بس

حکم ہوا کہ

نقل روبکار ہذا خدمت میں محمد نظام خان صاحب، مدارالمہام ریاست بدیں ایما مرسلو کہ بدون اجازت و منظوری اینجانب کے تعلقہ مذکور کسی کو دیا نہ جاوے۔

فقط

اس تحریر پر ولیم فورڈ کے دستخط ہیں۔ محکمہ وزارت ریاست بہاولپور کی طرف سے جو جواب ارسال کیا گیا وہ فارسی زبان میں تھا اس کے بعد ولیم فورڈ کا حکم ۲۷ اگست ۱۸۶۶ء کو موصول ہوا۔ بہر حال اس لیے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ اگرچہ دفاتر میں اردو کا رواج ہو گیا تھا لیکن پھر بھی فارسی میں بھی خط و کتابت ہوتی تھی جیسا کہ ریاست کے مدارالمہام کے جواب سے مترشح ہے۔

اکاونٹنٹ جنرل یا محاسب المحاسب کی تجویز

سابق ریاست بہاولپور میں کوئی اکاونٹنٹ جنرل یا محاسب المحاسب کا دفتر نہیں تھا۔ ولیم فورڈ پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل کی طرف سے تجویز کی جاتی ہے کہ یہاں محاسب المحاسب کا دفتر قائم ہونا چاہیے اور کوئی قابل یا با اعتماد شخص کو محاسب المحاسب مقرر کرنا چاہیے ساتھ ہی یہ تحریر تھا کہ دفتر میں کون کون سی مدات ہوں گی۔ چنانچہ اگست ۱۸۶۶ء میں ایجنسی کے دفتر سے سید مراد شاہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کے نام یہ روبکار آیا:

ظاہر ہے کہ بسبب ضعیف ہونے انتظام ریاست بہاولپور اب اس ملک کا حساب سمجھانا ہوگا اور ایک دفتر حساب کا بمقام احمد پور بنانا ہوگا کہ اس دفتر میں آخر سال تمام پر کل آمدنی و خرچ ملک سنبھالا جانے سال تمام میں جاوے۔ پس اس بات میں بہت غور و فکر کرنا چاہیے کہ اس دفتر کو کون کون سے مد پر بنایا جاوے اور کون ایسا شخص ہوشیار سیاق دان و معتبر احمد پور میں ہو جو لائق اس کام کے ہووے۔ اس کام کو اچھی طرح سنبھال لیوے یعنی ظاہر ہے کہ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ معرفت صاحبان ایکسٹرا اسسٹنٹ آمدنی سال اس ملک کا بندوبست کریں گے اور کاغذ اوس آمدنی کا آخیر سالتمام میں محاسب المحاسب کے دفتر میں ساتھ ضابطہ کے دیا جاوے گا۔ اور محاسب حساب آمدنی و خرچ کل ریاست کا مدوار ازروئے احکامات و کاغذات مرسلہ محکمہ ہائے سے پڑتال و سنبھال کرے گا اور مقابلہ ہر ایک رقم کا کر تصدیق کرے گا کہ درست ہے یا نہیں یعنی جو خرچ فوج کا اور سودی خانہ و ذکات و ملازمان مال و فوجداری و پولیٹیکل ایجنسی و توشہ خانہ و دیگر اخراجات ہر قسم ریاست کے ہوں گے اون کا کاغذ ماہوار ہر ایک محکمہ سے اوس کے پاس ہی جاوے گا اور وہ اپنے دفتر میں بعد جانچ و پڑتال رکھے گا اور اس وقت سالتمام آوے گا کاغذ سالتمام اوس کے پاس بھیجا جائے گا تو اوس کو کاغذات ماہواری و احکامات سے سنجانب دفتر اکاونٹنٹ انگریزی کے مقابلہ کرے گا اگر کچھ غلطی یا فرق اون کاغذات میں ازروئے پڑتال و سنبھال برآمد ہوگا۔ تو فوراً اعتراض کر کے درست کراوے گا اور اسکے دفتر کے کاغذ سے کل آمدنی و

خرچ اس ملک کا جب دریافت کرنا ہو گا تو اوس وقت معلوم ہو سکے گا اور یہ بھی معلوم ہو کہ واسطے ایسے محاسب المحاسب کے جو چار شخص میں ہوشیار و سیاق داں و معتبر مدد گار ہووے

حکم ہوا کہ

"نقل روبکار ہذا خدمت میں سید مراد شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ بدیں مراد کہ حسب صراحت مندرجہ بالا تجویز اس کے بغور تمام فرما کر اطلاع دیں۔"

دستخط بحروف انگریزی

سر ولیم فورڈ کی تحریک پر سید مراد شاہ سے صراحت ہوئی ہے

از محکمہ سید مراد شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ۔ ۴ ستمبر ۱۸۶۶

واسطے مدد گار مقرر کرنے محاسب المحاسب کے دفتر نواب صاحب سے اہل کار مل سکتے ہیں کس واسطہ کہ جیسا پہلے دستور ملازمان دفتر کا تھا ویسا دستور اب نہیں رہے گا اوس دفتر کے واسطے اب چار پانچ اہلمد رکھنے کافی ہوں گے۔ شاید اون کی ضرورت بھی ایک سال کے بعد نہ رہے گی اور باقی جو محرران دفتر ہیں اون میں سے ہر ایک صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کے محکمہ میں تین تین آدمی تعینات ہونے چاہئیں۔ بعہدہ سیاہہ نویس۔ و واصل باقی نویس۔ و جمع خرچ نویس کے۔ کہ جو کاغذات تحصیلات یعنی کارداریوں سے محکمہ ہائے میں آویں گے وہ اپنے اپنے مد کے کاغذ کو جانچ پڑتال کر کے صدر کا سیاہہ، واز خام، و وصول باقی، و خرچ مرتب کریں گے اور جمع خرچ نویس ماہواری محکمہ وار جمع خرچ طیار کرے گا کہ ایک پرت جمع خرچ کے اوس محکمہ کے دفتر میں رہے گا اور دوسرا پرت واسطے ملاحظہ کے جناب صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاول پور کے حضور میں اور تیسرا محکمہ محاسب المحاسب میں مرسل ہو گا اور واسطے مددگاری محاسب المحاسب کے دفتر مذکور سے امرداس، تکمن مل، کنیا لعل ولد تارا چند محرران لیے جاویں اور سوائے ان محرروں کے ایک آدمی دفتر محاسب المحاسب میں ایسا سیاق دان ملازم رکھا جاوے جس نے پہلی نوکری صیغہ خزانہ سرکار انگریزی میں کری ہو جو مدات آمدنی و خرچ بخوبی سمجھ سکے گا اور جو رقم آمدنی خواہ خرچ کے جس مد کے نیچے لکھنے چاہیے اوس کے نیچے لکھ دے گا اگر بھوانی داس جو پہلے جمع خرچ نویس خزانہ ضلع ملتان کا تھا اور اب اوس کی پنشن ہو گئی ہے طلب فرمایا جاوے یا کوئی دوسرا آدمی ہو تو کام اچھا چلے گا۔ اب رہا تجویز کرنا محاسب المحاسب کا۔ یہ آدمی بہت ہوشیار چاہیئے۔ کل آمدنی ریاست کا حساب رکھنا اور جانچنا اور خرچ کل ریاست کے ہر ایک چیز کا سنبھالنا اور مقابلہ کرنا اور -- اور اپنے ماتحت اہلکاران سے بخوبی کام لینا اور ایسا انتظام کرنا کہ بروقت سال گرہ پر ہر ایک قسم کے کل آمدنی --- و نیز ہر ایک صیغہ کے خرچ کا جمع خرچ واسطے ملاحظہ جناب صاحب عالی مراتب پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ بہاولپور کے طیار ہو جاوے۔ آمدنی ہر ایک قسم کا کاغذ توضیح محکمہ ہائے صاحبان ایکسٹرا اسسٹنٹ سے دفتر محاسب المحاسب میں ماہواری اور قریب ایام سالگرہ پر سال تمام کا مرتب ہو کر

پہونچ جاوے گا جو نہایت مشکل ہے و نیز حساب اوس خرچ کا جو بوقت محکمہ بائے موصوفہ کے ہوگا۔۔۔ بہت سے خرچ اس ریاست کے ہیں جن کا صحیح صحیح دریافت کرنا خاص واقفیت محاسب الحاسب سے تعلق رہے گا تو منجملہ اہلکاران ریاست سے لائق انجام دہی اس کام کے کوئی معلوم نہیں ہو سکتا البتہ دیوان جنتومل مدات خرچ سے واقف ہے لہذا

حکم ہوا کہ

نقل اس کے حضور میں صاحب عالی مراتب پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ بہادر ریاست بہاولپور مرسل ہو کر گذارش کیا جاوے کہ ماہواری جمع خرچ تحصیلات سے ہر ایک محکمہ میں آ کر پھر محکمہ وار جمع خرچ بنایا جاوے اور جب ہر ایک محکمہ صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کے ایک ایک پرت جمع خرچ کے دفتر محاسب الحاسب میں پہونچ جاوے۔ تو ماہواری خرچ دفتر مودی خانہ و دفتر توشہ خانہ و دفتر بخشی خانہ فوج، و خرچ محکمہ۔۔۔ عالیہ ایجنسی و خرچ نواب صاحب و خرچ حرم سرائے ڈیرہ اور۔۔۔ و خرچ حرم سرائے ڈیرہ اور و خرچ پنشن داران و خیرات خواران و ---------- ہر یک صیغہ جو جمع خرچ محکمہ صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ میں نہیں مد خرچ کے درج نہ ہو طلب کر کے ایک جمع خرچ ماہواری کل ریاست کا طیار کر کے واسطے ملاحظہ صاحب عالی مراتب پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ بہادر ریاست بہاولپور بھیجتا رہے اور اسی طرح جمع خرچ --- سے سال گرہ پر کل ملک کی آمدنی و خرچ کا ایک جمع خرچ طیار کر کے پیش کرے تو یقین ہے کہ یہ کاغذ جمع خرچ کا ایسا سریع الفہم سالگرہ پر طیار ہو گا جو ریاست بہاولپور میں کل آمد -------- و خرچ -------- کا جمع خرچ کبھی طیار نہیں ہو سکے گا اور جب دفتر محاسب الحاسب مقرر ہو کر ایک مہینے میں سب قسم کی آمدنی و خرچ کے رقومات کا حال معلوم ہو جائے گا اوس وقت صیغہ وار دا۔ تجویز کر دی جاویں گی۔

دستخط بحروف اردو سید مراد شاہ۔

محکمہ ایجنسی سے یہ خط و کتابت ہوتی رہی اور آخر محاسب الحاسب کا تقرر ہو گیا۔ تمام کارروائی یہاں درج کی جاتی ہے۔

"روبکار محکمہ ایجنسی ریاست بہاولپور باجلاس مسٹر ولیم فورڈ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ واقع ۱۹ دسمبر ۱۸۶۶ء

مقدمہ مقرر ہونا دفتر محاسب الحاسب ریاست بہاولپور

نقل المنقل روبکار محکمہ ہذا مورخہ ۳۱ اگست ۱۸۶۶ء جو در باب تجویز تقرر دفتر محاسب الحاسب ریاست بہاولپور کے بخدمت سید مراد شاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ بھیجی گئی تھی بذریعہ حکم صاحب موصوف مورخہ ۴۔ دسمبر ۱۸۶۶ء بدیں خلاصہ کہ واسطے مدد گار محاسب الحاسب کے دفتر نواب صاحب کے اہلکار مل سکتے ہیں اور چار پانچ آدمی دفتر نواب صاحب میں رکھنے کافی ہوں گے۔ شاید بعد ایک سال

کے اون کی ضرورت بھی نہ ہو گی۔ اور منجملہ محرران دفتر کے تین تین محرران محکمہ جات صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ بعہدہ سیاہہ نویس و واصل باقی نویس و جمع خرچ نویس کے مقرر ہونے چاہئیں کس واسطے جو کاغذات تحصیلات سے آویں گے اون کی جانچ پڑتال کر کے محکمہ وار کاغذات مرتب کریں گے اور تین پرت مرتب ہوں گے ایک ایک محکمہ صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ میں اور ایک ایک محکمہ صدر ایجنسی میں اور ایک ایک دفتر محاسب الحاسب میں بھیجے جاویں گے اور ایک آدمی سیاق و سیاق دان دفتر محاسب الحاسب میں مقرر کیا جاوے کہ جس نے پہلے نوکری صیغہ خزانہ انگریزی کی ہو کیونکہ وہ سب مدات آمدنی و خرچ سمجھ لے گا۔ جانچ پڑتال نقشہ جات کے اچھی طرح سے کر سکے گا وہ ہر وقت سالگرہ کے سال تمام کاغذ جمع خرچ و مدوار مرتب کر لے گا اور منجملہ اہلکاران ریاست کی صرف دیوان جنتومل واقف مدات خرچ کا معلوم ہوتا ہے اور جب محکمہ جات صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ سے جمع خرچ مدوار ایک مہینے کا دفتر محاسب الحاسب میں بھیجا جاوے گا تو سب قسم کے مدات آمدنی و خرچ کا حال معلوم ہو جاوے گا۔ موصو۔۔۔ ایجنسی ہو کر

حکم ہوا کہ

ہماری دانست میں محاسب الحاسب بہت ہوشیار سیاق دان رہنے والا علاقہ بہاولپور کا مقرر ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر غیر شخص ہو گا تو آئندہ مشکل پڑے گا و فساد پیدا ہو گا اور جیسے کہ اور دفتروں کا کام آپ کے ماتحت میں ہے یہ کام محاسب کا بھی بنتا ہو گا اس صورت میں محمد نظام خاں صاحب سے صلاح کر کے جو کوئی شخص بہت ہوشیار اور معتبر معلوم ہو اوس کو واسطے عہدہ محاسب الحاسب کے تجویز کریں اور اوس کا مشاہرہ بھی واجبی تجویز کرنا چاہیے۔ اور ہم کو اطلاع دینا چاہیے اور چند محرر بھی ہوشیار سیاق دان اوس کے تحت میں معین ہونے چاہئیں۔ کیونکہ کل حساب جو کہ بطور جمع خرچ ہر ایک دفتر میں بنے گا اوس کے پاس بھیجا جاوے گا اور سب دفتروں کے حساب کو جانچ پڑتال کر کل کے حساب صحیح و درست بناوے گا اور اس جمع خرچ کو اوپر دستور انگریزی کے بنانا ضرور نہیں بقاعدہ ہندوستانی مرتب ہونا چاہیے لیکن ظاہر ہے کہ مدات جمع کے تمام یہ ہوں گے۔ آمدنی مال۔ نذرانہ۔ زکات --- فوجداری وغیرہ۔ زر نیلام مال لاوارث۔ رقوم چہارم۔ راضی بیع۔ رقوم چہارم۔ قرضہ وصول شد۔ اور اسی طرح خرچ فوج۔ ٹھیکہ زمین یعنی --- و دیوانی و مال۔ خرچ ملازمان فوجداری۔ پنشن خواران۔ ملازمان۔ توپ خانہ۔ اصطبل۔ خرچ ڈیوڑھی۔ مودی خانہ۔ خرچ پوشاک وغیرہ متعلقہ توشہ خانہ۔ سو کسی واقف کار سے صلاح مشورہ کر کر تجویز مدات آمدنی و خرچ کے سلسلہ وار کرا کر ترتیب جمع خرچ کا مقرر کرا دیں۔ لیکن

------ مدات کو توڑنا یعنی تغیرو تبدیلی کرنا اچھا نہیں۔ انتظام مدات کا کردینا چاہیے تاکہ بروقت آمد و خرچ کے ہر ایک رقم اپنے اپنے مد میں بسہولیت داخل ہو جاویں اور کوئی رقم بے قاعدہ نہ لکھی جاوے اور اختیار بابت منظوری رقمات آپ سے آپ جلد دستور ٹھہرے گا اور ہمیشہ محاسب کو اس بات کا خیال و احتیاط چاہیئے کہ جو رقمات خرچ کے ہوں وہ کاغذات احکامات سے مقابلہ کرلیے اور دیکھ لیئے کہ کس کی اجازت سے یہ رقم خرچ ہوئی۔ اگر کوئی رقم خلاف قاعدہ اوس کو معلوم ہو تو فوراً اعتراض کر کر ہم کو رپورٹ کردیویں اور جمع خرچ ماہوار اوس کے پاس ہر ایک محکمہ سے جانے چاہیئے۔ کہ یہ دفتر مثل دفتر اکونٹنٹ تصور ہوگا فقط روبکار ہذا بخدمت سید مراد شاہ صاحب واسطے تعمیل کے بھیجی جاوے۔

از محکمہ سید مراد شاہ صاحب، اکسٹرا اسسٹنٹ

حکم ہوا کہ

واسطے تجویز کرنے ایک ہوشیار آدمی سیاق دان محاسب الحاسب اور اوس کی تنخواہ و چند محرران ہوشیار سیاق دان ماتحت اوس کے محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست کے مشورہ کیا جاوے۔ ۲۳ ستمبر ۱۸۶۶ء

بعد پیش مثل متعلق کے واضح ہوا کہ اب تک محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست نے کے محاسب الحاسب و عملہ اوس کے واسطے تجویز نہیں فرمائی۔ لہذا

حکم ہوا کہ

بترسیل نقل روبکار ہذا وزیر صاحب کی خدمت میں لکھا جاوے کہ جلد تجویز فرمائیں۔

۲۹ ستمبر ۱۸۶۶ء

از محکمہ وزارت

حکم ہوا کہ

جو کہ ہم نے واسطے عہدہ محاسب الحاسب کے تجویز کری تو بجز مولوی شمس الدین میر منشی کے کوئی شخص ہمارے خیال میں نہیں آتا اگرچہ میر منشی نے عذر بھی کیا لیکن ہم نے سمجھا کر اون سے قبول کرایا ہے کیونکہ اس عہدہ دار کے جو بطور اکونٹنٹ کے اس ریاست میں رہے گا والدہ نواب صاحب و جمعدار حاجی خاں وغیرہ مشیران و خیر خواہان ریاست کے دوسرے شخص کی نسبت اعتبار بھی نہیں کرتے اور ہم کو بھی اعتماد کلی اون پر ہے اور والدہ نواب صاحب بھی پسند فرمائی ہیں اور تین شخص مسیان امر داس و مکھن لعل و کنیا لعل محرران ماتحت مولوی شمس الدین میر منشی محاسب الحاسب کے رہیں گے اور تنخواہ کی نسبت ہم پیچھے سے تجویز کر کے اطلاع دیں گے لہذا نقل اس کی اطلاعاً بخدمت سید مراد شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کے زیب تبلیغ پاوے۔ تحریر ۵، اکتوبر ۱۸۶۶ء

از محکمہ سید مراد شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ:

واسطے تجویز عہدہ محاسب الحاسب کے جو محمد نظام خاں صاحب وزیر ریاست سے صلاح کریں گے

تو ایسے عہدہ دار مقرر کرنے ہیں اون کے نزدیک یہ امر تنقیح طلب تھا کہ پہلے اس ریاست میں جمع خرچ کل کا طیار نہیں ہوتا تھا شاید مرتب ہونے جمع خرچ میں افشاء راز ریاست تصور فرماتے تھے جب ایسے دفتر کا --- کرنا تجویز ہوا تو پھر ایسا معتمد افسر مقرر کرنا چاہتے تھے جس سے افشاء راز نہ ہو اور آدمی ہوشیار خیر خواہ ریاست کا --- تھا۔ والدہ نواب صاحب و وزیر صاحب و جمعدار حاجی خاں کا منشاء تھا کہ مولوی شمس الدین کو اس عہدہ پر مقرر کیا جاوے اور آخر اون کی تقرری اس عہدہ پر پسند ہوئی میرے نزدیک بھی مولوی شمس الدین صاحب لائق اس عہدہ کے ہیں اور ان کی عقل و فہم پر بھروسا ہوتا ہے کہ وہ اس دفتر کو بہت محنت سے ایسا صاف رکھیں گے۔ جس سے ریاست کا جمع خرچ بروقت طیار ہوتا رہے گا اور جس رقم کو جس مد کے نیچے لکھنا چاہیے اوس کے نیچے وہ رقم لکھی جاوے گی اور ٹھیک ٹھیک قاعدہ کے ساتھ منظوری ہر ایک رقم خرچ پر وہ لحاظ کریں گے۔ بدوں اجازت حاکم مجاز کے کوئی خرچ بیجا منظور نہ کرا سکے گا۔ آمدنی کا میلان بھی احتیاط سے کرتے رہیں گے اور کوئی رقم خلاف قاعدہ خرچ ہوگی تو محکمہ مجتشمہ اعلیٰ بجلسی میں اطلاع دیتے رہیں گے اور ماتحت مولوی شمس الدین صاحب واسطے اس دفتر کے جو بطور دفتر اکونٹنٹ ریاست بہاولپور کے منظور ہوگا مسیان امر داس۔ و مکھن لعل۔ و کنیا لعل۔ محرران جو سابق دفتر نواب صاحب بہادر میں کام کرتے ہیں، بتجویز وزیر صاحب مقرر ہوئے ہیں۔ تنخواہات کی نسبت وزیر صاحب نے وعدہ فرمایا ہے کہ پیچھے سے ہر ایک کے کارگزاری کا تجربہ حاصل کر کے اطلاع دیں گے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

نقل جس کی اطلاعاً و تعمیلاً حضور میں صاحب عالی مرتبت پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور بھیج کر گذارش کی جاوے کہ بروقت آنے منظوری کے اس دفتر میں کام جاری کرایا جاوے گا۔ المرقوم

۵، اکتوبر ۱۸۶۶ء

دستخط بحروف اردو، سید مراد شاہ،

حکم ہوا کہ

بخدمت محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست بہاولپور لکھا جاوے کہ تم کو تقرر مولوی شمس الدین بطور محاسب الحاسب منظور ہے لیکن بجائے اوس کے بعہدہ میر منشی کے نہ کوئی اور آدمی مقرر کرنا ہوگا اور ایک نقل اس حکم کی سید مراد شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کی خدمت میں بھیجی جاوے۔ المرقوم

۵۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء

دستخط بحروف انگریزی،

نمبر ۱۵، روزنامچہ

روبکار باجلاس سید مراد شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ مقیم احمد پور واقعہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء

دستخط بحروف اردو سید مراد شاہ

نقل مطابق اصل ہے

دستخط بحروف اردو

بمقدمہ تقرر دفتر محاسب المحاسب ریاست بہاولپور

بدرویش مثل مقدمہ کے واضح ہوا کہ ۸، اکتوبر سال رواں کو منظوری مولوی شمس الدین بعہدہ محاسب المحاسب پیشگاہ صاحب عالی مرتبت پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاول پور سے ہو گئی ہے لہذا

حکم ہوا کہ

بترسیل نقل روبکار ہذا مولوی شمس الدین کو اطلاع دی جائے کہ مسمیان امرداس۔ کھمن لعل و کنہیا لعل محرران جو سابق دفتر نواب صاحب بہادر میں کام کرتے ہیں اون سے اپنے دفتر کا کام لیویں اور مورخہ ۲۷ صفر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۱۔ جولائی ۱۸۶۶ء یعنی سالگرہ سے آپ کے دفتر میں کاغذ آمد و خرچ کل ریاست کا طیار ہوگا ہر قسم کی آمدنی کا کاغذ تاریخ مذکور سے آپ کے دفتر میں پہنچ جاوے گا اور جو خرچ تحصیلات میں ہوگا وہ جمع خرچ تحصیلات میں درج ہوگا اور اس پر عمل آپ کو ------- ہوگی۔ اور ہر خرچ متعلق مودی خانہ ابتدائے ۲۷ صفر ۱۲۸۳ھ سے ہوا ہے۔ اون کے کاغذات --- سرپرست مودی خانہ سے --- اور جو خرچ متعلق توشہ خانہ کے ہوا ہے اوس کا کاغذ افسر توشہ خانہ سے لے کر آپ پر عمل فرمائیں کیونکہ ۱۱۔ جولائی ۱۸۶۶ء سے ۳۱ جولائی تک آپ کے دفتر میں جو خرچ طیار ہوگا اور اس طرح جمع خرچ ماہ اگست بماہ ستمبر ۱۸۶۶ء آپ کو طیار کرانا ہوگا اور آئندہ ماہ بماہ آپ کے دفتر میں طیار ہوتا رہے گا اور مدات متعلق مودی خانہ با تفصیل حسب ذیل تجویز ہوئی ہیں یعنی یہ لوگ توشہ خانہ سے کھانا پختہ و خام پاتے ہیں :۔

مشیران — متعدیان — دفتر — اطراف پروانہ — نویسان — وکیلان — معتمدان

ملازمان — توشہ — خانہ ملازمان — دفتر — ملازمان — زکات۔ عملہ بخشی خانہ — قاضیان — مولویان

عدالت — خانہ — تاریخ — نویسان — حکیمان — قلعہ — داران — کوتوالان — کارداران

مہمانان — دربانان — خدمتگاران — حقہ — برادران — خاص — خیلی — شیدے

آبداران — گلاب گشر — منشی و مستران۔ — متعینہ دروازہ — محافظ کتب خانہ — جلد ساز۔ حجام

تبکی (نوابین کے جوتی بردار) — اردلی — کہار — فراش — قندیل افروز — شتر سوار

پاکھرو ساز — درزی — پشولی — رفوگر — تختہ کش — بنہ

رتو گشر — کارچوب — قطون باف — رنگریز — ساعت ساز — میناکار

مرصع کار۔ بندوق ساز — رتھ ساز — بگھی ساز — آہن گر — ظروف ساز چاندی و طلا ساز اسپان و شتران

کوفت گر — صیقل گر — نقاش — ملازمان — کارخانہ — ترکمان — ملازمان — باورچی خانہ

حلوائی — گازر — بازدار — کبوتر باز — باغبان

نعل بند — سائیس — گلاونت — میراثی — رقاص — سمران

موچی — دبہ گر — قاصد — ملازمان متفرق — خرچ متفرق — خرچ خوراک فیلبان

سقہ — خاکروب — راتب اسپان — راتب ------ — راتب -----

خاص ر------ — رتھ خانہ و بگھی خانہ و — --------

روزینہ ------- — توپ خانہ --- — متعلقہ

متعلقہ — ----------

متعلقہ

راتب --- — چوگ خوراش — --- خواران — خیرات متوقہ — خیرات خواران — بازیگر

-------- — کبوتر۔ خرگوش — یومیہ حساب

متعلقہ — دنبہ۔ ؟ — شوبہ

جندور۔ مداح — ---------

خرگوش — ---------

ملازمان ------- — ملازمان توپ خانہ — زنبورچی — پیالہ

اور توشہ خانہ کے متعلق مدات ذیل ہیں

خرچ ذات خاص نوابصاحب — خرچ حرم سرائے موجودہ وغیرہ — خرچ ---- دارو غہ — خرچ پوشاک — خرچ زیورات — فرمائشات

تنخواہ فوج ہر قسم — تنخواہ دیگر ملازمان ہر قسم جسکی تفصیل مدات مودی خانہ کے نیچے لکھے گئے ہیں

(ان چاروں خانوں کی تحریر بہت مدھم ہے پڑھی نہیں جاتی)

آئندہ بعد ملاحظہ کاغذ توشہ خانہ وغیرہ بروقت طیاری جمع خرچ ---------- ---------- ہو کے تجویز ہوتے رہیں گے اور جو کچھ آپ کے نزدیک ایزاد کرنا مدات کا مناسب ہو آپ میرے ساتھ مشورہ کر لیا کریں اور نبی بخش پیشکار دفتر کو لکھا جاوے کہ مسمیان امرداس کھمن لعل و کنہیا لعل

کو پاس مولوی صاحب کے بھجوا دیں اور جو کاغذ آمد خرچ ۶۵ - ۱۸۶۴ء کا دفتر میں طیار ہوتا ہے تا طیاری اوس کاغذ کے عوض اون کے دو آدمی ہوشیار تجویز کر کے رپورٹ کریں اور تکمیل مسرپرست مودی خانہ کو لکھا جاوے کہ وہ از ابتدائے ۲۷ صفر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۱ جولائی ۱۸۶۶ء کاغذ آمد و خرچ مودی خانہ کا دفتر محاسب المحاسب میں بھیج دے اور بترسیل روبکار مختصر خدمت میں محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست لکھا جائے کہ افسر توشہ خانہ کو تاکید فرماویں کہ اپنا کاغذ ابتدائے ۲۷ صفر ۱۲۸۳ھ جو مطابق ۱۱ جولائی ۱۸۶۶ء سے لغایت ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء مطابق جمادی الاول ۱۲۸۳ھ دفتر محاسب المحاسب میں بھجوا دے اور آئندہ ماہ بماہ بھجوایا کریں اور جمع خرچ ماہ جولائی ۱۸۶۶ء، ماہ اگست ۱۸۶۶ء، وماہ ستمبر ۱۸۶۶ء سررشتہ زکات کا جو میرے اہتمام میں طیار ہوتا ہے اوس کا ایک ایک نقل آئندہ مرتب کر کے اس وقت دفتر محاسب المحاسب میں بھجوا دیں اور بترسیل نقل روبکار ہذا حضور میں صاحب عالی مرتبت پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ بہادر ریاست بہاول پور کو پیش کیا جاوے کہ جمع خرچ نویس محکمہ ایجنسی کے نام حکم صادر ہو کہ وقت طیار ہو جانے جمع خرچ ماہ جولائی وماہ اگست وماہ ستمبر ۱۸۶۶ء، کے ایک ایک پرت جمع خرچ کے دفتر محاسب المحاسب میں بھیج دے اور آئندہ بھیجتا رہے۔

دستخط بحروف اردو سید مراد شاہ۔

جمع خرچ ماہ جولائی و اگست و ستمبر ۱۸۶۶ء دفتری محاسب المحاسب میں اس وقت لکھا گیا۔

حکم ہوا کہ شامل مسل ہوالمرقوم

۲۵ اکتوبر ۱۸۶۶ء

---- جمع خرچ نویس

۴، اکتوبر ۱۸۶۶ء

روبکار ایجنسی بہاول پور باجلاس مسٹر ولیم فورڈ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ از گورنر جنرل۔ بہاول پور۔ واقعہ ۸، اکتوبر ۱۸۶۶ء

مقدمہ تقرر دفتر محاسب المحاسب ریاست بہاولپور:

موصول نقل الصل روبکار سید مراد شاہ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر احمد پور کے واضح ہوا کہ اوپر عہدہ محاسب المحاسب کے تقرر مولوی شمس الدین میر منشی کا پیشگاہ نواب صاحب و وزیر ریاست بہاولپور سے ہو چکا ہے اس لیے:

حکم ہوا کہ

روبکار ہذا خدمت میں محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست بہاولپور کے ارقام ہو کہ ہم کو تقرر مولوی شمس الدین کا بعہدہ محاسب المحاسب منظور ہے لیکن بجائے اوس کے بعہدہ میر منشی کے لیے اور کوئی آدمی مقرر کرنا ہوگا اور ایک نقل اس کی خدمت میں سید مراد شاہ صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ کے بھیجی جاوے۔

از محکمہ وزارت

جیسا کہ تقرر عہدہ محاسب المحاسب کے اور آدمی پر اطمینان نہیں ہے ایسا ہی مقرر کرنا دوسرے آدمی کا اوپر عہدہ میر منشی کے اطمینان نہیں ہوتا لہذا ....

حکم ہوا کہ

وزیر ریاست اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کے اختیارات کے متعلق ہدایات

سید مراد شاہ ایکسٹرا اسسٹنٹ تھے اور محمد نظام خانصاحب وزیر ریاست تھے۔ان دونوں کے اختیارات کے سلسلے میں محکمہ ایجنسی سے سر ولیم فورڈ پولیٹیکل ایجنٹ کا ایک روبکار مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۶۶ء کو موصول ہوتا ہے۔ اس روبکار کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے۔

روزنامچہ نمبر ۵۷۹

روبکار محکمہ ایجنسی ریاست بہاولپور باجلاس سر ولیم فورڈ صاحب بہادر، پولیٹیکل ایجنٹ، واقعہ ۱۱، ستمبر ۱۸۶۶ء

اگرچہ مجھے تحصیل بہاولپور و خیر پور بہاو لنگر سپرد ---- و تحصیل خانپور و احمد پور سپرد سید مراد شاہ صاحب۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ بنظر انتظام و سہولت کام کے کر دیئے ہیں الا چونکہ محمد نظام خان صاحب وزیر ریاست کے ہیں اس واسطے

حکم ہوا کہ

روبکار خدمت میں وزیر صاحب بدیں التماس مرتب ہوئی آپ کی ساعت میں----- کارداران کو برابر --- کرتے ہیں تو ان کو واجب ہے کہ فوراً ہم کو اطلاع دیں کیونکہ شاید --- صاحب ایکسٹرا اسسٹنٹ ---- اور جو انتظام کیا جاتا ہے صرف واسطے فائدہ ریاست کے کیا جاتا ہے اور چونکہ آپ وزیر ریاست کے ہیں --- اگر کوئی بات بہت کارداران ----- معلوم ہو تو فوراً بذریعہ روبکار ہم کو اطلاع کرنی چاہیے اور جس بات کو ظاہر کرنا ضروری نہیں ------

دستخط بحروف انگریزی مسٹر ولیم فورڈ

ملازمین کو تبدیل و برخاست کرنے سے متعلق حکم

ریاست بہاول پور میں حکومت انگلشیہ کا عمل دخل ہو گیا تھا اور اس کے مطابق اہل کار بھی مقرر ہو گئے تھے۔ لہذا ۱۹، اگست ۱۸۶۶ء کو مسٹر ولیم فورڈ پولیٹیکل ایجنٹ کی طرف سے ایک روبکار موصول ہوا جس میں تحریر ہے کہ ہماری اجازت کے بغیر کوئی شخص تبدیل و برخاست نہ کیا جائے۔ اگر کسی عیب یا نمک حرامی کی وجہ سے کسی کو برخاست کرنا ہو تو پہلے ہم سے پوچھا جائے اور یہ ضروری ہے کہ سوائے آپ کے محکمے کے کسی اور شخص کا بنام کارداران حکم جاری نہ ہو یعنی واسطے جاری کرنے حکم کے توشاہ یا

سید امام شاہ یا دیوان جتوئی کو اختیار ہی نہیں لیکن اگر کوئی بایں طور صلاح مشورہ ہو تو ان پر لازم ہے ایسے کہنا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں گے تو بحصول اجازت اس محکمے کے اوس حکم کو جاری فرما دیں گے کیونکہ سرکار کی طرف سے آپ خیر خواہ ریاست سمجھے جاتے ہیں کہ کوئی مشورہ نہیں ہوگا جو مفید ریاست بہاولپور ہو۔ بنابریں نقل روبکار خدمت میں محمد نظام خان صاحب "دارالمہام واسطے تعمیل و عمل درآمد پیش حکم کے رسلہو۔" اس کے بعد وزارت کے محکمے سے حکم ہوتا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ ریجنٹ گورنر جنرل بہاولپور کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ اس کارروائی کا متن ملاحظہ ہو۔

روبکار محکمہ ایجنسی ریاست بہاولپور باجلاس مسٹر ولیم فورڈ صاحب پولیٹیکل ریجنٹ بہادر ۲۹ اگست ۱۸۶۶ء

(مہر اردو)

چونکہ اب سب کارداریوں کے اوپر کاردار ان مقرر ہیں لہذا بدانست این جانب مناسب ہے کہ منجملہ ان کے بلا حصول اجازت ہمارے کوئی شخص تبدیل و برخاست نہ ہووے الا اگر بباعث کسی عیب و نمک حرامی کے کسی کو برخاست کرنا تو اول ہم سے پوچھنا چاہیے اور یہ بھی واجب ہے کہ سوائے آپ کے محکمے کے اور کسی شخص کا بنام کارداران حکم جاری نہ ہو یعنی واسطے جاری کرنے حکم کے محمد شاہ یا سید امام شاہ یا دیوان متدمل کو اجازت نہیں ہے لیکن اگر کوئی بایں طور پر صلاح مشورہ لینا ہو تو اون کو لازم ہے آپ سے کہنا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں گے تو بحصول اجازت اس محکمہ کے اوس حکم کو جاری فرمائیں گے کیونکہ سرکار کی طرف سے آپ کلی خیر خواہ ریاست بہاولپور سمجھے جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ کوئی مشورہ نہیں ہوگا جو مفید ریاست بہاولپور ہووے۔ بنابراں نقل روبکار بخدمت میں محمد نظام خان صاحب مدارالمہام واسطے تعمیل و عمل درآمد اس حکم کے مرسل ہووے۔

از محکمہ وزارت

حکم ہوا کہ

حضور سپرنٹنڈنٹ ریجنٹ گورنر جنرل بہاولپور نبظر اصلاح کار تجویز احسن فرماتے ہیں اور یہ امر واجب التعمیل ہے خدمت میں ---- اطلاعاً گذارش ہوا یسے موجب عمل درآمد ہووے گا۔

واقعہ یکم ستمبر ۱۸۶۶ء

حکم ہوا

شامل مسل کریں۔ ۳ ستمبر ۱۸۶۶ء

دستخط بحروف انگریزی ولیم فورڈ
نمبر ۱۳۳ روزنامچہ

عہدے کے نام کی تبدیلی کی تحریک

ریاست میں اردو کی ترویج کے ساتھ ا‍‌گ‍ ... ی الفاظ کے متبادل الفاظ کی بھی تلاش ہو رہی تھی۔ چنانچہ کمشنر اسسٹنٹ کی جگہ کسی ایسے لفظ کی تلاش تھی جو عام لوگ آسانی سے بول سکیں۔ چنانچہ پولیٹیکل ریجنٹ مسٹر ولیم فورڈ کی طرف سے ایک روبکار وصول ہوا جس میں کمشنر اسسٹنٹ کی جگہ کسی اردو الفاظ کی تحریک کی گئی۔

روبکار محکمہ ایجنسی ریاست بہاول پور باجلاس مسٹر ولیم فورڈ صاحب بہادر پولیٹیکل ریجنٹ سپرنٹنڈنٹ (مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۶۶ء)

چٹھی انگریزی محکمہ صاحب سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نمبری - مقام کوہ مری مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۶۶ء بنام اینجانب بمراد چٹھی روبکاری آپ کی مورخہ ۲۳ ماہ گذشتہ جس میں کہ تفصیل کام سپرد کیے ہوئے مراد شاہ ریجنٹ بہاولپور کے لکھا ہوا ہے آپ کو لکھا جاتا ہے لقب کمشنر اسسٹنٹ بڑی مشکل سے تلفظ ہووے وہاں کے لوگوں سے کچھ خاص معنی ظاہر نہیں کرتا۔ اوس ملک میں جہاں کہ سب اسسٹنٹ کا بالفعل مروج نہیں اس واسطے یہ مناسب ہو گا کہ بعد مشورہ کرنے اہالیان نواب صاحب کے ساتھ کوئی ہندوستانی لقب مراد شاہ کو دیا جاوے۔ دفعہ ۲ چاہیے کہ ایک عام قاعدہ جو لقب کسی عہدہ بہاولپور میں مروج ہے یہ ہوگا مناسب اس کو جاری رکھنا عوض جاری کرنے۔ کوئی بھی لقب کہ اگر کام اس عہدے کے تبدیل نہ ہو جائے جہاں تک ہووے پرانے قاعدہ کو جاری رکھنا چاہیے۔

حکم ہوا کہ

نقل اس روبکار کی خدمت میں محمد نظام خان صاحب مدارالمہام ریاست بدیں ایماء رسل ہو کہ وہ غور و دریافت کے ارقام فرماویں کہ صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کو جو اس ریاست میں متعین ہیں کیا لقب دینا چاہیے۔ یعنی ان کو عدالت سے لکھا جاوے یا ناظم یا اور کوئی لقب جو اچھی طرح سے زبان زد ہو سکتا ہے اس علاقے کے۔ سو اس بات سے ہم کو اطلاع دیں۔ فقط

از محکمہ وزارت ریاست بہاول پور

حکم ہوا کہ

خدمت میں صاحب عظیم الشان سپرنٹنڈنٹ ریجنٹ گورنر جنرل بہاول پور گذارش کی جاوے کہ لقب صاحبان اکسٹرا اسسٹنٹ کا حسب رواج اس ملک کے جو ہر کسی کی زبان سے سرزد ہو جائے سرپرست بہت مناسب ہے اور فی الحقیقت صاحبان موصوف سرپرست علاقہ جات متعلقہ اپنے کے ہیں۔ فقط ۲۶ ستمبر ۱۸۶۶ء

روبکار محکمہ ایجنسی باجلاس کپتان منچن صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور واقع ۲۹ نومبر ۱۸۶۶ء

ریاست میں آمد و خرچ رکھنے اور برطرفی ملازمان کے سلسلے میں مسٹر ولیم فورڈ پولیٹیکل ایجنٹ و کمشنر ریاست بہاولپور کی طرف سے ایک خط کپتان منچن کے نام آیا یہ چٹھی انگریزی میں تھی۔ جس کا ترجمہ کر کے پیش کی گئی اور اس کے مطابق کپتان منچن نے احکام جاری کیے۔ اس کا متن درج ذیل ہے۔

"چٹھی نمبری ۲۴۹ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۸۶۶ء مجریہ محکمہ مسٹر ولیم فورڈ صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ و کمشنر ریاست بہاولپور بنام ایجنٹ جناب یہ مراد فائز ہونے اول یہ کہ دفتر ایجنٹی بہاولپور سے صرف ۲ نقشہ چنانچہ ایک آمدنی و خرچ ریاست بہاولپور اور دوسرا نقشہ حالی و برطرفی ملازمان ماہوار محکمہ کمشنر میں آنا چاہیے اور تیسرے یہ کہ جن ملازمان کا نام سودی خانہ میں درج نہیں ہے ان کو بہ منظوری محکمہ ایجنٹی کے کچھ نہیں ملے گا۔ سودی خانہ سے بلکہ اور کسی شخص کی تنخواہ و روزینہ بغیر منظوری اس محکمے کے نہیں مل سکتا بجائیکہ اس کا فہرست سودی خانہ میں جو بالفعل طیار ہوئی ہے درج نہو۔ چوتھا یہ کہ ایک فہرست قرض خواہان ریاست بہاولپور کے ہمارے محکمے میں بھیجنی چاہیے۔ ..... اول قرض خواہ رہنے والا ملک انگریزی یا کسی اور علاقے کے دوئم قرض خواہان علاقہ ریاست بہاولپور کے یعنی جن سے روپیہ ریاست نے کارداران ریاست نے حسب الحکم ریاست کے لیا ہو۔ سوئم ملازمان سب قسم کے جن کی تنخواہ باقی ہے چہارم پنشن خوار سب قسم کے فقط جو کہ تعمیل ہوتا اس کے بمطابق چٹھی صاحب کمشنر بہادر مقدم ہے۔

نقل برال ---

حکم ہوا کہ

جمع خرچ مطلع رہے کہ ماہ بماہ جمع خرچ مرتب کر کے انگریزی میں ترجمہ کرا کے اور باعث قرضہ--- روبکار خدمت میں سید مراد شاہ اکسٹرا اسسٹنٹ لکھا جائے کہ براہ مہربانی نقشہ جات مذکورہ جلد طیار کرا کے اس محکمے میں بھیجدیں اور البعد بروقت آئے اور جلد نقشہ مرتب کر کے پیش کریں۔

(دستخط ولیم فورڈ)

حدود تحصیلات اور تبدیل مقام بہاولگڑھ

سید مراد شاہ نے قائمقام پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاول پور کو حدود تحصیلات از تبدیلی مقام تحصیل بہاول گڑھ کے سلسلے میں تحریر کیا ان کی تجویز تھی کہ تحصیل بہاولگڑھ چونکہ منچن آباد کے قریب ہے اس لیے اس کا نام تبدیل کیا جائے اور تحصیل مذکور کو صادق پور کے نام سے یاد کیا جائے اور نظامت بہاول گڑھ نظامت منچن آباد قرار دیا جائے۔ یہ تحریر جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی ذیل میں درج کی جاتی ہے اس طرح شروع ہوتی ہے

از طرف نوکر سید مراد شاہ

بحضور صاحب عالیمراتب عظیم الشان جناب کپتان کمبت صاحب بہادر قائم مقام پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاول پور۔ واقع ۲۷ جولائی ۱۸۷۰ء

مقدمہ انتظام حدود تحصیلات و تجویز تحصیل منچن آباد بمقام پیشکاری منچن آباد و تبدیل مقام تحصیل بہاولگڑھ بباعث قرب منچن آباد۔ قریب مقام پیش کاری قائم کا۔ و تبدیل نام تحصیل مذکور بنام صادق پور تبدیل نام نظامت بہاولگڑھ بنام نہاد نظامت منچن آباد

اس عنوان کے تحت فقرہ وار تجویز ہے:

(فقرہ اول) قدیم تحصیل بہاولگڑھ کا علاوہ صرف کنارہ کنارہ دریائی کے آباد باقی سب جنگل ویرانہ قدیم و چولستان طول میں ۸۰ میل سے زیادہ تھا اور سال کی آمدنی اس تحصیل کے بسبب جنگل ویرانہ کے بہت تھوڑی تھی چنانچہ علاوہ جنس کے ۶۵-۱۸۶۴ء مطابق خریف و ربیع میں جو..... جس کا ..... چہرہ شاہی ہوتا ہے داخل ہوا تو اس میں سال کی آمدنی طرف ..... احمد پوری جس کے ..... چہرہ شاہی ہو کے درج کاغذات ہو کر باقی --- احمد پوری جس کا --- ہوتا ہے آمدنی ..... کے ہے۔ جو کارداران نے جرمانہ فوجداری اور قرومی مال و خانہ شماری۔ از مالکان مویشی و شخصہ وغیرہ باشندگان علاقہ تحصیل بہاولگڑھ خاص و مال داران و اضلاع غیر ملحق الحدود سے جو بہ تقریب چرائی مویشی اتفاقاً اس سال جنگل تحصیل بہاولگڑھ میں آئے تھے جس طرح موقع پایا وصول کیا۔

(فقرہ دوئم) بعد مداخلت جو صاحب عالیمراتب عظیم الشان میجر منچن صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور کا اوس طرف دورا ہوا تو بعد ملاحظہ جنگل کے صاحب بہادر موصوف کو منظور ہوا کہ یہ جنگل ویرانہ قدیم آباد کیا جاوے۔ اور یہ وہ جنگل ہے جس کی آبادی اور احداثی نہر کے واسطے ۱۸۳۳ میں جناب ورت صاحب بہادر نے جناب نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر عباسی ثالث کلاں کو مین ملاقات بمقام بہاولپور توجہ دلائی تھی کہ ۲۹ نومبر ۱۸۶۷ کو واسطے انتظام آبادی پذیری اس وسیع جنگل ویرانہ قدیم بموجب حکم و ہدایت جناب میجر منچن صاحب بہادر منتقسم اللہ کے احداثی نالہ فورڈ واہ شروع ہو کر جنگل مذکور میں ایک تحصیل جدید مع دو نئے پیشکاری کی تجویز ہوئے اور تحصیل بہاولگڑھ و تحصیل جدید کے یہ حد قرار پائی کہ جس قدر جنگل او تار ویرانہ قدیم تھا وہ متعلق نالہ فورڈ واہ شامل تحصیل جدید کے رہا اور جس قدر دیہات آباد مع جنگل متعلقہ اور دیہات کے تھے وہ شامل تحصیل بہاولگڑھ کے قرار پایا اور تحصیل بہاولگڑھ کے ساتھ علاقہ خاص تحصیل کے تین پیشکاری منفصلہ ذیل شہر فرید، جمیدو پیشکاری قائم کا، پیشکاری رکھوتا بدستور شامل رہے۔

(فقرہ سوئم) ۷ مئی ۱۸۶۸، کو جنگل قدیم میں قریب کنارہ نالہ فورڈ واہ ایک شہر جدید موسومہ منچن آباد اور ۴۔ جولائی ۱۸۶۸ء کو شہر جدید میکلوڈ گنج کے بنیاد رکھی گئی اور ہر دو شہر جدید مکانات پیشکاری طیار ہو کر پیشکار معہ عملہ تعینات ہوئے اور کاردار معہ عملہ موہان نالہ پر واسطہ انتظام توہان کے تعینات کیا گیا۔ اور ابتدائے ۲۹ نومبر ۱۸۶۷ء سے ۱۷ جون ۱۸۶۸ء تک اور ۱۵ اگست ۱۸۶۸ء پو گل ------ اور ۵۔ اگست ۱۸۶۸ء کو پو گل سے آغاز ہو کر ۲۸ اپریل ۱۸۶۹ء کو محاذ مبارک پور------ اور ۷،

جنوری ۱۸۷۰ء کو محاذ مبارک پور سے شروع ہو کر نالہ موصوف واہ علاقہ تحصیل خیر پور تک ۶، اپریل ۱۸۷۰ء کو اعدائی نالے سے ۲۳۷۹ فٹ میل ختم ہوئی اور ۳ لکھ -------- چہرہ شاہی کل خرچ ہوا۔ اعدائی وغیرہ پر سد تعمیر مکانات پٹواری سمن آباد و میکلوڈ گنج اسٹشنا مکان ہسپتال موقوعہ سمن آباد جس کا خرچ سودی خانہ سے دیا گیا۔

(فقرہ چہارم) روز اعدائی نالہ سے گذرنے درخواست بائے اراضیات ویرانہ قدیم کنارہ نالہ فورڈ واہ و چولستان کا شروع ہو گیا اور معرفت سپرنٹنڈنٹ بندوبست حد بست و تاک بست ہو کر بعد مرتب ہوئے شجرہ و خسرہ اراضیات مذکورہ کو مشتہ پیمائش ہو کر تجویز جمع عمل میں آ کر تعہد خواہان کو پٹہ جات دیئے گئے۔ چنانچہ اگست ۱۸۷۰ء تک اراضی کنارہ نالہ فورڈ واہ چولستان چہرہ شاہی اراضیات چولستان ۱۹ مربہ اراضی ۲ کر ۱۶ برلہ اراضی امالہ پر چہرہ شاہی جمع -- جمع -- جمع تجویز ہوئی۔

(فقرہ پنجم) ابتدائے ۱۲ مارچ ۱۸۶۸ء سے لغایت ۱۰-اگست ۱۸۷۰-۳ احمد پوری جس کے ۳ کلہ چہرہ شاہی ہوتے ہیں حسب ذیل تحصیل جدید نالہ فورڈ واہ سے وصول ہو کر داخل سیاہہ ہوئے۔

سرائے

	چہرہ شاہی		چہرہ شاہی
روئے شخصہ	ازرائے پیمائش	سرک مدرسہ بر	برجانہ بابت پیمائش
	از تجویز جمع		ارضیات
تحت غلہ	مع	آبیانہ بابت چاہان	فروعی
استمراری			
وغیرہ			
ساز تجویز		قدیمہ ریاست	
جمع		اراضیات تعلق لام	
		خوران	
فروخت گاہ	قیمت	قیمت اسپ	مالکیہ و ہجرت بتائے
جوار بھوسہ		سرکاری	قل از تجویز جمع
نیلام	بابت عرض نویسی	جنگل لاد بنی	امانت پٹواری
	محکمہ بندوبست	ترلی	
زرنامہ	توفیر تنخواہ عملہ	محصول چھٹائی	فروخت کاغذ اسٹام
جرمانہ	مع		

دستخط سید مراد شاہ

طریق پیمائش

طریق پیمائش کے سلسلے میں ایک روبکار محکمہ نظامت خان پور بہاولپور باجلاس نور محمد خان صاحب بہادر ناظم خان پور و بہاولپور جاری ہوا۔ یہ روبکار ۱۸ مارچ ۱۸۷۲ء کا ہے۔ سرنامے کے بعد تحریر ہے۔

جو کہ حضور انور کا منشا ہے واسطے جاری کرنے طریقہ پیمائش بموجب سندھ کے علاقہ ہذا میں تھا چنانچہ اس بات کا ذکر سابق ہو کر چار موضع تحصیل بہاولپور کے ارشاد فرمایا تھا اب جو اس علاقے میں اپنے تحصیلداران کے ساتھ صلاح کیا تو ہمارے نزدیک شروع کرنے اس حد بست کو بہت مناسب ہے۔ اگرچہ پہلے وقت ہی لیکن بیچ اس امر کے فائدہ بہت ہیں۔ اول یہ کہ جس وقت پڑتال ہو گا تو پڑتال کنندہ یہ سہولت کر سکتا ہے۔ پڑتال بھی صحت سے ہو گا دوسرے اگر کسی رعایا کے ساتھ زیادتی ہو تو بھی پڑتال کر سکتا ہے۔ اگرچہ ناخواندہ ہو تو اپنے دانہ کو شمار کر سکتا ہے۔ تیسرا جب یہ طریقہ جاری ہو گیا تو پھر سہولت سے جلدی پیمائش ہو گا کہ وصولی معاملہ اور تفریق چہرہ بندی نالہ جات بروقت ہو گی ہماری دانست میں واجب ہے---- کہ ایک ٹکڑہ کیا جاوے اور زمین چاہ آباد و غیر آباد بموجب نمونہ برگی علاقہ سندھ کیا جاوے اور پٹواری ہر ایک تحصیل کی ایک منصرم مناسب بست جو بعد ماہ مارچ کے فارغ ہوں گے ان کو اس کام پر لگایا جاوے گا اور چار تحصیل میں کام جاری ہو جب ایک موضع ختم ہو جاوے دوسرے موضع کی حد بست شروع کریں لہذا

حکم ہوا کہ

نقل روبکار ہذا برائے صدور حکم و منظوری حضور جناب خداوند نعمت صاحب عظیم الشان جناب پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ریاست بہاولپور پیش ہو۔ اس پر حکم دیا جاتا ہے۔

گرے کنال کی پشتہ بندی اور ایکڑ بندی

پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور کپتان گرے بھی رہے ہیں۔ ایک تو ان کے نام سے ایک نہر گرے کنال مشہور ہے دوسرے ان کے نام سے شہر بہاولپور کا ایک بازار گری گنج بازار بھی موسوم ہے۔ موضع خانو والی میں گرے کنال کی پشتہ بندی اور ایکڑ بندی کے سلسلے میں ۷، جون ۱۸۷۲ء کو ایک روبکار جاری ہوا جس کی فوٹو سٹیٹ کاپی یہاں درج کی جاتی ہے۔ اس کا مضمون اس طرح سے ہے۔

روبکار محکمہ اعلیٰ ایجنٹی ریاست بہاولپور باجلاس کپتان گرے صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ۔ واقعہ ۷ جون ۱۸۷۲ء۔

آج موضع خانو والی میں حسب الملاحظہ حال ایکڑ بندہ ظاہر ہو گیا کہ پیش کار و منصرم اس امر کو ایک شجرہ

شمار کرتے ہیں۔ کھیتوں کے گوشوں پر نہیں۔ چار کھنبے مٹنے کے بصورت منارہ کے انبار کے تھے کہ حضور اینجانب کی روبرو چپڑاسی نے ایک دم میں ایک کو ہاتھ سے معدوم کر دیا اور پیشکار اس بات کو منصرم پر ڈالتا تھا اور اپنے تئیں ذمہ دار نہیں سمجھتا تہ حالانکہ ہمیشہ ایسے کاموں میں منصرمان یا سرداران صرف بوقت پیمائش کے لگے جاتے ہیں اور ذمہ دار نشاندہی یا ہدایت کے ہوتے ہیں اور تعین گھمرا کرنا اوپر نشان لگانے ہوئے منصرم کے بالکل ذمہ ملازمان مال کے ہے سب کوئی جانتا ہے کہ--------

خبر ہے کہ سالہا تک نشان اوس کا گم نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ یہ کام واسطے پیمائش چندروزہ نہیں ہے لیکن واسطے مربع تکلیف چندیں سالہ ہے۔ لہذا

حکم ہوا کہ

اصل روبکار خدمت میں ناظم صاحب خان پور کے بھیج کر دریافت کیا جاوے کہ کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں کو ایطال--- پسند آیا اور بقیہ جو نشان نہ بنایا لیکن تو وہ مٹنے سے گم ہو سکتا تھا مبادا یہ حال دیگر تحصیلات میں ہونا ہو ناظم صاحب اس میں بندوبست فرماویں۔ فقط

از نظامت خانپور و بہاولپور

آج روبکار پیش ہونے۔ واضح ہے کہ سابق تحصیلداران عند دورہ پیمائش واسطے بیگہ بندی کے گئے تھے کہ یہ کام ذمہ عملہ مال کے ہے اب جو جناب صاحب عظیم الشان خداوند نعمت پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر ملاحظہ فرمایا تو کارگزاری بیگہ بندی کے پسند نہیں فرمایا۔ اگرچہ سابق ہدایت بطور برجی کے ہوتا رہا مگر ایسا بند نہیں کہ ایک آدمی نے اوس دم گرا دیا اور یہ کام بڑا مقدم کام ہے کہ اس کا فائدہ پیچھے ظاہر ہوگا اور اب جو حکم پشتہ بندی کا صادر ہوا ہے۔ اگرچہ پشتہ بندی میں تھوڑی بہت تکلیف ہے۔ سو یہ کرنا چاہیے مگر ایسا تہد بندی نہیں ہے۔ ہم لوگ اس کو برا سمجھیں ہمارے نزدیک و بدقت اونچا اور بدقت چوڑا پشتہ بندی موری سیلابہ دریا بنایا جاوے۔ سیلابہ کا پیچھے بندوبست ہوگا اور یہ نشانی قائم رہے یہ بنوانا خاص ذمہ داری تحصیلدار و جمع عملہ مال کے ہے نہ منصرم کے مگر یہ منصرم کو چاہیے کہ ہفتہ بہ ہفتہ حال ہماری طرف لکھتا رہے کہ کام سستی سے چلتا ہے یا اچھی طرح۔ اس معاملے میں ہر طرح تحصیلداران کو کوشش کرنا چاہیے اور یہ کام علاقہ اوچ والہ آباد و احمد پور بہاولپور میں جاری ہے۔ ان تحصیلداران کے پاس--- ہدایت ہذا کا بھیجا جانا واجب ہے اور ایک استخراج اس امر کا محکمہ ہجشتی سے آنا واجب ہے کہ ہم کو یہ معلومات ناظم صاحب بہادر سے معلوم ہوا تھا کہ جناب موصوف بیگہ بندی دو ایکڑ کا فرمایا ہے۔ لیکن ہم کو اطلاع اس امر کا نہیں ہوا اور ہمارے نزدیک دو ایکڑ کا بیگہ بندی ہونا مناسب ہے جس حالت میں بقیہ بندی کرنا ہے تو دو ایکڑ کے واسطے اچھا ہے اس میں رعایا کو پشتہ بندی کی سہولت ہو جائے گی اور جب پشتہ بندی ہوگی اس کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لہذا

حکم ہوا کہ

ایک ایک نقل روبکار ہذا بمراد تعمیل بیش جملہ تحصیلداران مندرجہ بالا بھیج کر لکھا جاوے کہ حسب منشا اس حکم کے تعمیل کریں اور ایک نقل اس کا پاس پر دو منصرم بیگہ بندی بھیجا جاوے کہ اس حکم سے مطلع ہو کر تعمیل کریں اور ایک نقل روبکار ہذا اطلاعاً و جواباً اور استخراج امر بالا حضور جناب خداوند نعمت صاحب عظیم الشان جناب پولیٹیکل ایجنٹ سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور بھیج کر التماس ہو کہ براہ مہربانی دو ایکڑ بیگہ بندی کرنے کے واسطے جیسا ارشاد ہو جلد ایما فرمایا جاوے۔ فقط تحریر ۱۶/ جون ۱۸۷۲ء

فہرست باقی داران رعایا اور مطالبہ رعایا بذمہ ریاست

سید مراد شاہ کے اجلاس سے ایک روبکار جاری ہوا جس میں تحصیل بہاولگڑھ نظامت منچن آباد میں ایسی فہرست بنا کر پیش کریں کہ رعایا کے ذمہ کیا باقی ہے اور ریاست کے ذمہ رعایا کا کیا ہے۔ یہ روبکار یوں شروع ہوتا ہے۔

"بعد طیار ہو جانے جمع خرچ ۶۴-۱۸۶۵ء مطابق خریف نمبر ۱۹۲۱ اور ربیع نمبر ۱۹۲۲ تحصیل بہاولگڑھ نظامت منچن آباد محرران دفتر کو حکم زبانی ہوا تھا کہ ایک فہرست باقی ریاست بذمہ رعایا وغیرہ اور فہرست ثانی مطالبہ رعایا بذمہ ریاست مطابق جمع خرچ مذکور بنا کر پیش کریں چنانچہ آج گھنشام داس وغیرہ محرران دفتر نے دو فہرست بنا کر پیش کیے جس کے معائنہ سے واضح ہے کہ بموجب فہرست اول کے حسب ذیل نقد--------- اس کے بعد تفصیل ہے۔ پھر یہ تحریر ہے کہ

" تفصیل مندرجہ فہرست مذکور باقی ریاست رعایا کے ذمہ ہے اور بروئے فہرست ثانی کے ریاست کے ذمہ مطالبہ رعایا واجب المطلب ہے بموجب ذیل۔ اس کے بعد تفصیل ہے۔ پھر سید مراد شاہ کے دستخط ہیں۔

روبکار باجلاس سید مراد شاہ صاحب

(دستخط بحروف اردو سید مراد شاہ)

بعد طیار ہو جانے جمع خرچ ۶۴- ۱۸۶۵ء مطابق خریف ۱۹۲۱ و ربیع ۱۹۲۲ تحصیل بہاولگڑھ نظامت منچن آباد محرران دفتر کو حکم زبانی ہوا تھا کہ ایک فہرست باقی ریاست بذمہ رعایا وغیرہ اور فہرست ثانی مطالبہ رعایا بذمہ ریاست مطابق جمع خرچ مذکور بنا کر پیش کریں۔ چنانچہ آج گھنشام داس وغیرہ محرران دفتر نے دو فہرست بنا کر پیش کیے جس کے معائنہ سے واضح ہے کہ بموجب فہرست اول کے حسب ذیل

نقد

جنس

عرضی پیش کار پر سید مراد شاہ کا حکم

ایک روبکار سید مراد شاہ کی طرف سے ناظم صاحب منچن کے نام یکم فروری ۱۸۷۲ء کو موصول

ہوا۔ اس پر جو کارروائی ہوئی یہاں درج کی جاتی ہے۔

"عرضی چندر بھان پیشکار دفتر نسبت جمع خرچ ربیع پارس ۱۸۶۶ء، نظامت منٹگمری آباد جو پاس محرران ہو اور ہمراد طلبی محرران حاصل پور و قائم پور و بہاولگڑھ بہت در سنتی اور درست کرانے بھیجنے کاغذات جاگیر مہاران و خیرپور کے محرران سے دفتر میں زیر ملاحظہ ہو کر ۱۹ دسمبر ۱۸۷۱ء کو بہ نظر اس کے کہ جمع خرچ ۶۴و۶۵ کا اس محکمے میں تیار ہوتا ہے اور جمع خرچ ۶۶،۶۵ کا محکمہ نظامت میں تیار ہوگا نقل عرضی مذکور بخدمت ناظم صاحب بہادر منٹگمری آباد مرسلوی تھی چونکہ اب تک جواب نہیں آیا لہٰذا مکرر نقل روبکار ہذا بطلب جواب خدمت میں جناب ناظم صاحب منٹگمری آباد مرسلوے

از محکمہ نظامت منٹگمری آباد

حکم ہوا کہ

ابلمدان مال سے فوراً کیفیت لکھے۔ ۱۲ فروری ۱۸۷۲ء

جناب عالی

پہلے روبکار آئی تھی لو سپر اس وقت کے محرران کا نام کمترین سے دریافت ہوا تھا چونکہ فدوی کو اس وقت کے محرران کے نام سے واقفیت نہ تھی پیشکار دفتر سے دریافت ہونے کے واسطے رپورٹ کی گئی تھی۔ اصل جواباً واپس ہووے لہٰذا رپورٹ بعد از حکم مناسب پیش کرتا ہوں۔

عرضے

جیٹھہ لعل جمع خرچ نویس۔ ۱۷ فروری ۱۸۷۲ء

حکم ہوا کہ

اصل روبکار بحضور جناب شاہ صاحب بہادر مرسلو ۱۷ فروری ۱۸۷۲ء

از محکمہ مراد شاہ

حکم ہوا کہ شامل کاغذ سابق کے ہو۔ تحریر ۲۶ فروری ۱۸۷۲ء

جناب عالی

نقل مثل پیش کرتا ہوں۔ یکم مارچ ۱۸۷۲ء

کنہیا لعل اہلمد تحصیل ہیڈ منشی

برائے پیش مثل۔

حکم ہوا کہ

کرم شاہ محرران دفتر سے رپورٹ اس بات کی لے کر پیش کرے کہ محرران کا کیا نام ہے۔ تحریر ۱۱ ماہ مئی ۱۸۷۲ء

جناب عالی

نام محرران دفتر احمد پور میں ہیں دریافت اس کی کہ وقت اون تعلقات میں کون کون محرر تھا معرفت پیشکار دفتر کے ہونے چاہیئں۔

عرضے

تکمن لعل وغیرہ محرران دفتر معروضہ ۱۶ مئی ۱۸۷۲ء

حکم ہوا کہ

بتر سیل نقل اس کی بخدمت ناظم صاحب بہادر منٹگمری آباد۔ رپورٹ محرران دفتر سے اطلاع دی جاوے ۱۶ مئی ۱۸۷۲ء

جو کہ رپورٹ تکمن لعل اہلمد ملازمین سے پایا جاتا ہے کہ پیشکار دفتر سے نام محرران کا دریافت ہو سکتا ہے۔

لہٰذا حکم ہوا کہ

بذریعہ اصل اس کے بخدمت جناب مستطاب جناب شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ گذارش ہو کہ براہ مہربانی سرکار دفتر سے نام محرران بمع ولدیت و قومیت و سکونت دریافت کر کے مطلع فرما دیں کیونکہ پیشکار دفتر کا تعلق ہے بحکم جناب سے ہوگا۔ ۲۰ مئی ۱۸۷۲ء

دستخط

محرر کے متعلق معلومات

نظامت منٹگمری آباد سے ایک روبکار اس مضمون کا آیا و مہتہ گیلارام سکنہ دنیاپور دفتر میں ہے یا نہیں؟ روبکار اس طرح شروع ہوتا ہے۔

گرامی قدر لالہ چندر بھان پیشکار دفتر ریاست بہاولپور

۲۷ مارچ ۷۲ء کو بموجب روبکار محکمہ سید مراد شاہ صاحب بہادر مع فہرست باقی دار سرکار ذمہ رعایا و مطالبہ رعایا ذمہ سرکار جو بعد تیاری جمع خرچ ۶۴-۶۵ باقی دار تحصیل بہاولگڑھ بدریافت اس کے کہ۔۔۔ محرر گیلارام کھتری سکنہ دنیاپور دفتر میں ہیں یا نہیں۔ بنام ایک پروانہ جاری ہووے کہ آج تک جواب نہیں آیا لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ فی الفور رپورٹ مطلوبہ بھیجو۔ ۱۷ اپریل ۷۲ء

جناب عالی

آگے حکم حضور مورخہ ۲۷ مارچ ۷۲ء کمترین نہیں پہنچا آج بہ تعمیل حکم ہذا حضور عرض رساں ہوں جو جمع خرچ محرر مہتہ گیلارام بہاولپور محکمہ سررشتہ ریاست بہاولپور پاس محرران موجود بہاولپور تھا۔ یہاں دفتر احمد پور میں موجود نہیں۔ اطلاعاً گزارش۔ فقط حد ادب

عرضے

چندر بھان پیشکار دفتر ریاست بہاولپور

مورخہ ۱۱ ماہ مئی ۱۸۷۲ء

روبکار بطلب جمع خرچ بخدمت جناب شاہ صاحب بہادر اسسٹنٹ سیکرٹری مرسلہ اس کے بعد محمد فیروز الدین ناظم منچن آباد کی طرف سے یہ مراسلہ آیا

مقدمہ طیاری جمع خرچ ۶۵-۶۶ حسب ورود روبکار ۷ ۲مارچ ۷۲ء محکمہ جناب شاہ صاحب بہادر بابت تحصیل بہاوگڑھ

حسب ورود روبکار ۷ ۲مارچ ۷۲ء محکمہ موصوف چندر بھان پیشکار دفتر سے نسبت موجودگی جمع خرچ محرر سے گیلا رام محرر بہاوگڑھ دریافت کیا گیا تھا۔

آج رپورٹ مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۷۲ء چندر بھان پیشکار دفتر بریں گذارش جمع خرچ محرر ہے۔ گیلارام محکمہ اسسٹنٹ سپر نٹنڈنٹی ریاست بہاولپور میں پاس محرران دفتر کے موجود ہے لہذا
حکم ہوا کہ

بذریعہ روبکار ہذا بخدمت با عظمت جناب معلی القلاب شاہ صاحب بہادر گذارش کیا جاوے کہ براہ عنایت جمع خرچ محرر گیلارام تحصیل بہاوگڑھ ارسال فرمایا جاوے۔ فقط

از محکمہ سید مراد شاہ

محرران دفتر سے نسبت موجودی جمع خرچ محرر گیلارام بابت تعلقات کیفیت گذارش ہے۔ تحریر ۸، جون ۱۸۷۲ء

جنابعالے

جمع خرچ بہاوگڑھ محرر ستہ گیلارام یہاں موجود نہیں مورخہ ۸، جون
حکم ہوا کہ

نقل اس کی بخدمت با عظمت جناب ناظم صاحب بہادر منچن آباد بھیج کر التماس کیا جاوے کہ پہلے یہ تصدیعہ دیا گیا ہے کوئی اہل کار روانہ فرمادیں کہ جمع خرچ بائے بعد دینے رسید کے لے جاوے کیونکہ جمع خرچ بائے کا معاملہ نازک میں ورک کے بھیجنے میں تامل ہوتا ہے کہ کوئی کاغذ پس و پیش نہ ہو جاوے۔ براہ مہربانی جلد کسی اہلکار کو بھجوادیں۔ تحریر ۸، جون ۱۸۷۲ء

مکان فروخت کر کے رقم سرمایہ میں جمع کرانے کی ہدایت

۱۸، اکتوبر ۱۸۷۱ء کو سید مراد شاہ نے مہتہ مول چند سرپرست ذکات بھوڑہ کو حکم دیا کہ وہ سرکاری مکان واقعہ بیرون بھوڑہ کو فروخت کر کے اس کے رقم سیاہیہ میں جمع کریں اور بھوانی مل کے ڈیرہ پر قبضہ کریں یہ حکم اس طرح ہے:-

عزت ایثار مہتہ مول چند سرپرست ذکات پھوڑہ

بمقدمہ فروخت مکان سرکاری واقعہ بیرون قلعہ پھوڑہ

مقدمہ مندرجہ عنوان میں رپورٹ تمہاری مورخہ ۶، اکتوبر ۱۸۷۱ء ظہر ہے پروانہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۷۱ء مشر فروخت کر دینے مکان مندرجہ بالا بدست مسمی بھوانی مل ولد توپن مل، قوم چوگھر سکنہ بھوڑہ بہ قیمت مبلغ شاہی موصول ملاحظہ ہو کر تم کو قلمی ہے کہ وصول کر کے ذکات میں داخل سیاہیہ کر کے اور بھوانی مل کا ڈیرہ سرکار پر قبضہ کرا کر بذریعہ رپورٹ اطلاع دیں۔

فقط

تحریر بتاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۱ء

اس کے جواب میں مول چند نے جو لکھا یہ ہے۔

گذارش ہے کہ کمترین حسب الحکم بحضور والاشان مطلع ہو کر مبلغ بر قیمت مکان ڈیرہ سرکاری مسمی بھوانی مل سے لے کر بتاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو داخل سیاہیہ کر چکا ہے اور اب قبضہ نامزد کا کرا دیا گیا ہے۔ اطلاعاً ارسال حضور ہے۔ مورخہ ۲۔ نومبر ۱۸۷۱ء،

فدوی مول چند سرپرذکات قلعہ پھوڑہ

عدالتی کارروائی کا نمونہ

سابق ریاست بہاول پور میں باقاعدہ عدالتی نظام قائم تھا۔ مجسٹریٹ، سول جج، ڈسٹرکٹ جج کے علاوہ ایک چیف کورٹ بھی تھی۔ اس کے علاوہ اعلیحضرت نواب بہاولپور بھی اگر ضرورت ہوئی تو مقدمات کی سماعت کے بعد فیصلے کرتے تھے۔ محلہ کھٹیکاں کے کچھ افراد نے بیع کا ایک مقدمہ منشی غلام رسول صاحب ناظم کی عدالت میں دائر کیا۔ جس میں ان کے خلاف فیصلہ ہوا۔ پھر یہ مقدمہ صدر عدالت میں دائر کیا گیا اور اس کے بعد نواب بہاول پور کے ایماء سے یہ فیصلہ ہوا کہ دعویٰ شفع غلط ہے۔ البتہ مدعا علیہ اپنا روپیہ وصول کر سکتا ہے۔ اس سلسلے میں تمام کارروائی یہاں درج کی جاتی ہے۔ پہلے اصل از درخواست ملاحظہ ہو۔

بحضور فیض گنجور مسند گانے عالی متعالی فیاض زمان خداوند نعمت دریائے رحمت ابر راحت دام اقبالہ، وملکہ،

بعد ادائے ادب بندگانہ، کورنش عاجزانہ بجادرہ مروضیداد اکہ تادم کھٹیکاں کو عرصہ ایک سو برس کا ہوا کہ مارواڑ سے آئے تھے۔ سو چنداں برس تک کسی شخص کو بزرگان ہمارے نے کبھی کرایہ کچھ نہیں دیا تھا اور نہ وغیرہ مردمان باشندہ نہیں سرکار والا نے آج تک کسی کو کرایہ نہیں دیتے ہیں۔ فیاضا بعد چنداں برسوں کے مسمی گل محمد خاص خیلے نے بحکمت عملے سے قدرے کرایہ بزرگان ہمارے سے لیا گیا بزرگان ہمارے ناواقف اور بھولے خوف تھے بطور صحبت کے سہواً کرایہ دیتے آئے۔ حالانکہ اب مسماۃ زوجہ در محمد چاہ مسجد والے کو سہ زمین ملحقہ پاس سیٹھ ماوا فروخت کر دیا عرصہ آٹھ ماہ سے آج تک ہم لوگ کو خراب اور پریشان کر دیا ہے۔ بلکہ اس کی شدت سے جاں بلب ہو کر اجلاس سابقہ میں عرضی

گذاری تھی حضور والا نے حکم بنام مولوی صاحب شمس الدین نافذ فرمایا تھا مولوی موصوف بموجب صدر حکم عالیہ چاہ کے شرعاً کانوناً مسجد اور چاہ ملحقہ کے خرید و فروخت درست نہیں کہ ہر دونوں وقف عام ہے کوئی اس کا مالک نہیں ہوگا اور نہ کسی کے پاس سند موجود ہے۔ مالک خدا اور رسول اور سرکار ہے۔ دعویٰ دخل نہیں یہ تعلق مسجد کا ہے اور مقدمات علاوہ جو دعوی ہو ایک دوسرے پر کرو پھر سنا جاوے گا۔ حضور عالی مردم کھٹیکاں وغیرہ غریب اور نادار ہیں سرکار فیض آثار سراسر نوازش مرحمت فرمادیں ایک اور تعلے چاہ مسجد والے اوسی طرح سیٹھ باوا سے بطور سابق درست کرادیویں۔

دوسرا کرایہ زمین سرکار ہم لوگ کو بطور وغیرہ مردمان باشندہ نہیں۔ سرکاری معاف فرمادیں تو عین مہربانی و نوازش ہے۔ ورنہ قیمت بموجب ہونے شہر کے کی جاوے اور سند بھی عطا بہ کمال عنایت حضور ہے کہ سرکار عالی کے سر بخت اور اقبال کو شب و روز دعا کرتے رہتے ہیں۔ فقط بارہ حد ادب الٰہی آفتاب دوست و اقبال ہمیشہ چمکتا رہے۔

عرضے

فدویان غلام محمد و عبداللہ و امام بخش و غلام رسول

جملہ مردم کھٹیکاں وغیرہ سکنہ بہاول پور، مورخہ ۳، جولائی ۱۸۷۸ء

اس پر دفتری کارروائی ہوئی

اصل عرضی شامل مولوی شمس الدین صاحب ہو کر لکھا جاوے کہ اس کی تحقیقات کرکے جواب بھیجیں۔

حکم ہوا

ناظر بچہ کا اشتمام وصول کرا کے داخل کریں۔ ۱۵ جولائی ۷۸ء

دستخط شمس الدین

جناب عالی

عبداللہ شاہ و اللہ بخش و غلام محمد و امام بخش بنام منجانب و راجہ در محمد خانخیلے اقوام کھٹیک مدعیان و بجانب باداحل سیٹھ مدعا علیہم دعویٰ حق شفع ایک دورہ چاہ قیمتی ایک سو روپیہ بہ تعمیل حکم گذارش ہے پہلے قیمت چاہ مدعیان نے یک صد روپیہ قرار دے کر بہ ادائے فیس عـــہ دعویٰ رجوع کیا دوران کارروائی عرضی منجانب مدعا علیہ خرید نا چاہ بمقابلہ ظاہر ہوا۔ چونکہ بیع نامہ چاہ کوئی تحریر نہیں ہوا تھا اقرار مع زبانی طور پر تھا۔ تحقیقات سے ادا ہونا وصول کا پایا گیا۔ جس کا ثبوت پیش نہ ہوا اس واسطے محکمہ عالیہ وزارت وصول قیمت چاہ قرار دی گئی کے واسطے مبلغ کی اشتمام داخل ہونا واجب تھا۔ بجائے اس کے کا اشتمام معہ کا اشتمام اور لائق الوصول ہے اس واسطے گذارش ہے کہ نسبت اسکے حکم مناسب صادر فرمایا جاوے۔ مورخہ جولائی ۱۸۷۸ء

عرضے

اللہ بخش روبکار یونس

عرض گذاروں نے پھر درخواست دائر کی جو یوں تھی۔

جناب عالی

گذارش فدویان کی یہ ہے کہ رہائش ہم لوگ حرام کھٹیکاں دوالونان وغیرہ کے بہاولپور میں عرصہ سو برس سے ہے اولاً کچھ مہار (ماہوار) وغیرہ نہ تھی۔ بباعث اس کے کہ بن (بندم سرکاری تھا۔ بعد چند ایام کے جناب نواب صاحب بہادر والی بہاولپور گل محمد خانخیلی کو چاہ و زمین ملحقہ چاہ و دیگر زمین قریب پازخانہ بخشش و امداد فرمایا۔ مِن بعد اس کے گل محمد مذکورہ کرایہ ہم لوگ سے طلب کیا اس کو تخمیناً اسی برس کے ہوا ہے۔ اوس زمین ملحقہ چاہ میں چالیس گھر کے ہے جن کا کرایہ ایک روپیہ سالانہ دیواری ---- گھر مجوز ہوا تھا کہ اب تک سال بہ سال کرایہ ادا کرتے رہے ہیں۔ سو گل محمد و والدہ اوس کی فوت ہوگئے ہیں۔ اب ایک عورت فقط زوجہ در محمد ولد محمد بخش والد گل محمد اونے میں باقی ہے اور کسی قسم کی قرابت دار نامبردہ کے نہیں ہے۔ عورت مذکور ہم لوگ کو سراسر تنگ و خراب کر رکھا ہے۔ اس کی شدت سے ہم لوگ عاجز و جاں بلب ہیں اور اموات شدت ان کی بہت ہے لیکن اونمیں سے ایک تو یہ ہے کہ چاہ کہ کورہ سابقاً غیر آباد تھا جو اونکا تو نشان آبادی کا کوئی نہ رکھتا تھا۔ ہم لوگ کا چاہ مذکور کا بطور چاہکیہ اپنے گرہ سے خود خرچ کرکے تیار کرایا تھا اب تک متصرف رہے ہیں۔ اب وہ عورت بغیر اطلاع ہمارے چاہ مذکور و زمین کل ملحقہ چاہ مذکورہ عوض مبلغ ایک سو روپیہ نزد ہندو کے فروخت کرنا چاہتی ہے۔ ------ وہ فوجداری کرکے کلا چاہ کہ مسجد بھی ویران و ہم لوگ بھی واسطے پانی کے تنگ ہیں اور ہندو مذکور کہتا ہے کہ تم لوگ رعایا ہماری ہو چکے ہو۔ کہ آئندہ مہار (ماہوار) تم سے ہم بھی لیں گے۔ ابھی سے رعایا اپنا ہم لوگ کو بنادیا پھر رہائش ہم لوگ اس جگہ میں بسا محال ہے۔ ایک مخالف مذہب کے لیے دوسرا طمع اونکی بالا ہے۔ فیاضا ہم لوگ اگرچہ غریب و نادار ان ہیں مگر بسبب اس کے کہ مسجد بھی ویران ہو اور رہائش مسلمانان و ہندو کو بھی یکجا ناممکن ہے کہ ہمیشہ آپس میں تکرار ہوگی۔ لہذا بحضور گذارش پرداز ہیں کہ حضور عالی بطور رعایت پروری و عدالت نوشیروانی حقدار بالفدویان ملحوظ فرما کر عوض قیمت مقررہ بالا چاہ و زمین مذکور ہم لوگ دلوادیں کہ اپنے حق کو پہنچ کر سر و بخت حضور کو دعا کرتے رہیں زیادہ حد ادب

معروضہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۷ء

عرضے

فدوی حافظ غلام رسول و حافظ غلام محمد و خدا بخش

و امام بخش و سید عبداللہ شاہ سکنہ بہاول پور

حکم ہوا

اصل ہذا براو تحقیقات بخدمت نائب ناظم صاحب بہاولپور مرسلہ ۱۲ اکتوبر اور لکھا جاوے کہ برائے

تحقیقات اگر یہ لوگ مدت سے منصرف چلے آتے ہیں تو حق شفع الگا برائے ثبوت حق شفع کے چاہ ان کو ------ دلانا چاہیے۔

(دستخط)

حکم ہوا

سا کلان لیا جائے فقط ۱۴ اکتوبر ۱۸۷۷ء

(دستخط)

اظہار مدعیان:

باجلاس منشی غلام رسول خان صاحب نائب ناظم

واقعہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۷۷ء

باقرار صالح

سوال کے وقت	نام	ولدیت	قومیت	سکونت	عمر	پیشہ
	غلام رسول	میاں خدا بخش	لنگاہ	بہاولپور	ــــ برس	
	غلام محمد	خیر محمد	کھٹیک	"	ــــ برس	کھٹیکاں
	خدا بخش	میاں ابراہیم		"	ــــ برس	کھٹیکاں
	امام بخش		لنگاہ	"	ــــ برس	
	عبداللہ شاہ	امام علی شاہ	سید گیلانی	"	ــــ برس	پارچہ دوز

بلا کر بتاتے ہوئے کہ ہم لوگ عرصہ ایک سو برس سے یہاں بہاولپور میں آ کر آباد و سکونت پذیر ہوتے ہیں مکانات ہم لوگوں کے جو محلہ کھٹیکاں درمیان بوہڑ دروازہ و احمد پور واقعہ ہیں اور ایک دہنہ چاہک دروازہ مسجد پر واسطے رفاہیت عام و خاص موجود دہنہ چاہک --- ابتدا شکستہ اور ویران خراب ہوا تھا بزرگان ہمارے نے مرمت شکست و ریخت یعنی بقدر نصف تعمیر کرائے چاہ کو جاری کرایا اور مسجد تیار کرائی اور نیز مکانات نشست بزرگان ہمارے تعمیر کرا کے یہاں رہائش قبول کیا زمین متعلقہ مکانات ہم لوگوں کے بلکہ سرکار عمارات ہمارے سے منجملہ بارہ برس کے برس تک ہم نے وغیرہ مکانات خود لیچ سرکار میں نہیں دیا اس کے بعد عرصہ ۸۰ برس سے زمین زیر آمدہ مکانات و مظہران مع چاہک گل محمد خاص خیلی کو سرکار سے آباد ہوئے تب سے ہم لوگ اور بزرگان ہمارے بابت مکانات کے --- نے مکان بہاولپوری تمام گل محمد خان اور وارثان گل محمد خان متوفی کو کرایہ ادا کرتے رہے ہیں اب عرصہ چار برس سے بباعث ناداری بجائے بہاولپوری کے ۸ کلدار مقرر کر کے وہ سالانہ سال بہ سال ادا کرتے ہیں اولاد نرینہ منجملہ وارثان گل محمد خان کے کوئی موجود نہیں و مسماۃ پیری زوجہ در محمد کہ ہمشیرہ تھا موجود ہے

عرصہ تھوڑا --- سے مسمات مذکور نے دورہ چاہک بحق زمین تحت زیر آمدہ مکانات ہمارے کے ہیں۔

میاں کریم بخش گواہ مدعیان اجلاس منشی غلام رسول صاحب

واقعہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۷۷ء

باقرار صالح

سوال کے وقت نام اپنا کریم بخش باپ کا نام میاں زیارت قوم سکنہ بہاولپور عمر -- برس -- پیشہ ننگری سن کر بیان کیا کہ جب سے مظہر کو یاد آتا ہے چاہک متنازعہ و اراضی زیر آمدہ مکانات قوم کھٹیکاں وعلاوہ ان ملحقہ چاہک متنازعہ پر قبضہ مدعیان کا دیکھتا رہا ہوں اور کچھ حال معلوم نہیں کہ مدعیان کرایہ وغیرہ مکانات کا کچھ کے کر دیتے رہے ہیں یا نہ و لیکن چاہک متنازعہ کا مگر مدعیان نے بغیر کرایہ اور مکانات مقبوضہ مدعیان و مسجد کا تعمیر ہے منجانب مدعیان اور بزرگان مدعیان کے بھیج دیئے ہیں اراضی زیر آمدہ مکانات ابتدائے میں ملکیہ سرکار تھے سرکار سے در محمد خاص خیلی کے درپہ ---- ابتدائے لگانے چاہک کا حال معلوم نہیں اور عرصہ ساٹھ برس سے --- کا قبضہ ہے اور چاہک مذکور کی تعمیر مدعیان نے کرائی ہے۔

کریم بخش

اظہار سولال گواہ مدعیان باجلاس غلام رسول صاحب نائب ناظم

واقعہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۷۷ء

باقرار صالح

سوال کے وقت نام اپنا سولالال باپ کا نام ہیرا چند ذات سکنہ بہاولپور عمر ---- برس ..... بتلا کر بیان کیا کہ زمین زیر آمدہ مکانات مدعیان و چاہک متنازعہ کی ملکیت کا حال ہم کو معلوم نہیں کر سکتے ہیں الا تعمیر مکانات مدعیان و مسجد کے منجانب مدعیان و بزرگان مدعیان کے ہوتے ہیں بعض مکانات میری یاد سے منجانب مدعیان و بزرگان مدعیان تیار ہوئے اور بعض میری یاد سے پہلے تیار ہوتے ہیں اور مسجد کی تعمیر منجانب مدعیان کے ہوئی ہے اور چاہک متنازعہ کا --- مدعیان نے تعمیر و تیار کرایا اپنے --- قبضہ چاہک متنازعہ و مکانات پر مدعیان کا دیکھتا رہا ہوں فقط اور عرصہ ۴۰ برس سے تعمیر مسجد --- مالک منجانب مدعیان کے پاس۔

سولالال

ان بیانات کے بعد مولوی شمس الدین صاحب صدر عدالت (چیف جج) سے یہ روبکار جاری ہوا واقعہ ۴ جولائی ۷۸ء

عبد اللہ شاہ و اللہ بخش و غلام محمد و امام بخش اقوام کھٹیاں مدعیان

بنام مسمات بیری مدعا علیہ نمبر ورحمت یار داد مدعا علیہ نمبر ۲

دعویٰ بابت شفع ایک دورہ چاہ قیمتی مار۔

عبد اللہ شاہ و غلام محمد و امام بخش و اللہ بخش اقوام کھٹیک نے بتاریخ ۲ جولائی ۷۸ء بحضور خداوند نعمت و کرم جناب عالی نواب صاحب بہادر والی ملک عرضی دی کہ ایک چاہ محلہ ہماری میں متصل مسجد مکان ہے اور مدت سے قبضہ اور متصرف مسجد و محلہ اوسپر چلا آتا ہے مسمات پری نے بدعویٰ ملکیت خود وہ چاہ پاس یار داد مہتہ کے فروخت کیا ہے شفع ہمارا ہے ہم کو ملنا چاہیئے اور عرضی مذکور بدیں حکم کہ یہ مقدمہ سررشتہ کارداری سے منتقل ہو کر تفویض عدالتی اول ہووے تاکہ بلاطرف داری کسی اہل کار اہل ہنود کے خاص آپ اس مقدمہ کو فیصلہ کریں کہ کسی اہل کار وغیرہ اہل ہنود کا اس میں دخل نہ رہے اور جلد تر فیصلہ تین دن میں کرکے حضور میں اطلاع دیویں۔ مثل کارداری سے اس محکمے میں آئی اور پایا گیا کہ مردم اقوام کھٹیاں نے ۱۲ اکتوبر ۷۸ء کو ایسے مضمون کی عرضی بخدمت جناب والا شان میجر ---- صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ ریاست بہاولپور اور محکمہ موصوف سے سپرد کاردار بہاولپور ہوئی کاردار بہاولپور نے فیس بابت حق شفع لے کر تحقیقات کی اور آخر کار یہ رائے اپنی لکھ کرکے یہ مقدمہ متعلق یہ آمدنی جب ہے محکمہ عالیہ مشیرت مال بھی بھیجا کہ وہاں سے --- مثل واپس ہووے کہ خود فیصلہ کریں کہ اس عرصہ میں جب گذرنے عرضی کھٹیاں کے مثل اس محکمے میں آئے اور اس جگہ تحقیقات ہوئے۔ مدعا علیہ نمبر ۱ کو فروخت چاہ سے اور مدعا علیہ نمبر ۲ کو خرید سے اقبال ہے گواہان مدعیان کے بلوائے گئے کریم بخش گواہ کا بیان ہے کہ جبکہ اقوام کھٹیک رہتے ہیں پہلے نام اس کارانہ کے جھوک تھا بعد ش ؟ جو کھٹیک وغیرہ اس جگہ میں آکر بحکم جناب نواب صاحب مقیم ہوئے ہیں اور یہ زمین نواب صاحب سے ور محمد کو یا اوس کے باپ کو بخشش تھی اور جب سے یہ چاہ احداث ہوئے اس وقت سے یہ مسجد بھی تیار ہوئی تھی اور میں نے اس کو کبھی چوب ------------ کے ساتھ نہیں دیکھا ہمیشہ ہوکا رہا ہے اور کبھی زراعت نہیں دیکھی اور جب سے کھٹیک آباد ہوئے ہیں اس وقت سے پرداخت مسجد کے اوپر چاہ کے مردان کھٹیاں کرتے رہے ہیں اور جو لوگ کھٹیک وہاں آباد ہیں کرایہ زمینات کا ور محمد کو دیتے رہے ہیں اور پانی پینے کا کچھ کرایہ مقرر نہ تھا اور اس چاہ کو مسجد کی طرح بنام خدائے تعالیٰ ور محمد اور باپ اوسکے نے خیراتی رکھا تھا اور عورت اوسکی اس چاہ کو فروخت نہیں کرسکتی۔ رحم علی اور بخشش و مولا لال گواہان نے بھی اسی طرح لکھوایا اور علاوہ یہ کہ پہلے یہ مسجد خام تھی اور چاہ مانند نواہ کے بعدش حسب سال سے مسجد پختہ اور فراخ بنائی گئی اور چاہ کا اوپر سے شکست ہو کر --- بنائی گئی اور گرنے مکان کے اور آج وہیں خود جا کر اوس موقعہ کو دیکھا تو تصدیق بکدم

مشاہدان کے پائی گئی اور معلوم ہوا کہ چاہ مذکور بعد اس کے گھر اور کا خرات ہو گیا تھا چار فٹ ۶ انچ عمق بصورت تر ناپا گیا جس کا طول بقدر ۶ فٹ ۶ انچ ہے۔ اردگرد نواح اس کی مکانات سکنی متصل دیوار مسجد اور ملحق اس کے اور بفاصلہ سات فٹ اور ۲۹ منٹ اور خود مسجد بفاصلہ ۲ فٹ از چاہ کے ہیں چنانچہ مدعی نے جو کو سرہا اور گھر نے لوٹا کرواسطے --- باغیچہ جدید جو اوٹھا ہے اوسکو ممکن نہیں معلوم ہوا کہ --- باغیچہ کی جانب جنوب سے کرے باوجودیکہ باغ اوسکا اس طرف واقع ہے کیونکہ اس طرف تمام مکانات سکونت بنے ہوئے ہیں بلکہ جانب غرب ایک آدھ بفاصلہ ۲۲۰ فٹ تک طویل بنا کر سڑک کے نیچے سے اس طرف میں لے گیا ہے اور غسل خانہ مسجد کا بفاصلہ ۹ فٹ از مسجد او اسی قدر از چاہ واقع ہے اور قریب مسجد کے کوئی چاہ دوسرا نہیں اور نہ اس محلے میں کوئی اور چاہ ہے کہ جس سے پایا جاوے کہ کارروائی مسجد اور محلہ کے کسی اور نہج سے ہوا ہو یا اب ہونا اوسکا ممکن ہو۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب مدعا علیہ نمبر ۲ نے زمین واقعہ الطرف سب بقدر........ ۱۶ جون ۷۵ء کو تحریر کرلی ہے اور بیع نامہ لکھوا کر رجسٹری کرایا ہے تو اوس وقت اوسکو ظاہر ہو گیا تھا کہ یہ چاہ متعلق مسجد کا ہے۔ خرید اس کا ممکن نہیں ورنہ جب اوسکو یہ علم تھا کہ بدون چاہ کے بیانا باغ کا نا ممکن اور خرید زمین کا لاحاصل ہے تو تو وہ پہلے ہی اس امر کے تجویز کرتا نہ کہ یہ چاہ خرید کرتا...... مابین مدعی علیہا نمبر ۱ مدعیان بسبب کرایہ نزاع پڑ گیا اور مدعی علیہ نمبر ۲ کو فروخت چاہ کی نہیں اوسنے موقعہ پا کر مدعی علیہا نمبر ۲ کو آمادہ فروخت کیا اور پہلے..... اپنے اسمیں حاصل کیا کہ --- چاہ کے --- چوب اجکل ثنالی ہے اور پانی رہتا نا زمین..... خود میں شروع کیا اور مدعیان نے اس طرح پر کہ اس چاہ کو خود خرید کرلیویں عرائض اپنے محکمہ جات میں دینے شروع کیا اور مدعی علیہا نمبر ۲ نے..... اپنے ہندی میں حساب ادائے ماحصل کا۔ بنام پری بنا لیا۔ تاہم کوئی تمسک نہیں لکھا گیا ورنہ کیا مشکل امر تھا کہ اس کے..... اوسنے تمسک خرید نہ لکھوایا وہ جانتا تھا کہ یہ چاہ متعلق مسجد کے ہے اور جو چاہ متعلق مسجد و مندر کے ہوتا ہے فروخت اوسکی رواجاً نہیں ہو سکتی چنانچہ مولا لال گواہ نمبر ۲ نے صاف لکھایا ہے کہ جب یہ چاہ متعلق مسجد کے ہے تو کب فروخت ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم لوگ ہنود چاہ متعلقہ مندر کو فروخت نہیں کرسکتے۔ بس بوجوہات بالا یعنی ازروئے..... گواہان کے یہ چاہ متعلق مسجد کے ہے بیع چاہ متنازعہ ناجائز اور دعویٰ مدعیان خارج اور مدعی نمبر ۲ کے واسطے..... روپیہ وصول شدہ مدعی علیہ نمبر ۱ استحقاق حاصل ہے نالش کرکے روپیہ اپنا بشرط ثبوت مدعی علیہ نمبر ۱ سے حاصل کرے چنانچہ دفعہ ۶ بست ہائیں حصہ اہل اصول قانون..... جسکا اجرا ریاست میں ۱۸۷۰ء سے شروع ہوا ظاہر ہے کہ چاہ سے منتقل نہیں ہو سکتا۔ لہذا

حکم ہوا کہ

مدعیان کو فہمائش ہو کہ دعویٰ تمہارا بابت حق شفع نہیں سنا جاتا اور مدعی علیہ نمبر ۲ کو سمجھایا جاوے کہ وہ اپنا روپیہ مدعی علیہ نمبر ۱ سے وصول کر سکتا ہے اور مثل برائے ملاحظہ حضور خداوند نعمت

آقائے نامدار جناب نواب صاحب بہادر والی ریاست بتوسط محکمہ عالیہ وزارت صیغہ۔ مطلع ہو۔

دستخط (شمس الدین)

پیشہ مختار کاری کے بارے میں فیصلہ

ریاست میں وہ پیشہ ور حضرات جو مختار کار کے طور پر عدالتوں میں پیش ہوتے تھے انھیں ممنوع قرار دے دیا تھا۔ لیکن بعض مخصوص حالات میں اس کی اجازت تھی۔ اس سلسلے میں ایک یادداشت محکمہ وزارت سے محکمہ صدر عدالت کو بھیجی گئی۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

نقل تجویز محکمہ عدالت مورخہ ۲۵۔ مارچ ۱۸۹۵ء بحوالہ احکامات مجریہ سابقہ اور بالکل روک ہو جانے پیشہ مختار کاری کے جو سب کچھ ذمہ نے اختیار کیا ہوا ہے۔ موصول ہو کر کونسل میں پیش ہوئے۔ تجویز کونسل دوبارہ اسکے (پہلے بھی احکام بھی اس بارہ میں صاف ہیں اس وقت تحریر مفصل صاحب بہادر سے اتفاق ہے مختار عام روا نہیں رکھے جاسکتے۔ ان اشخاص کی طرف سے جو باشندگان ریاست ہیں۔ البتہ خاص صورتوں میں خاص کام کے واسطے مختار خاص کیا جا سکتا ہے لیکن ایسی صورت پیش آنے پر عدالت کا فرض ہوگا کہ دیکھے کہ جس شخص کے واسطے مختار خاص مقرر کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ ایسا شخص تو نہیں ہے جو عام طور پر پیشہ مختاری رکھتا ہو) بحضور سرکار عالی دام اقبالہ پیش ہو۔ اور بحکم ۳۰۔ مئی ۱۸۹۵ء منظور ہوئی۔ لہذا یادداشت ہذا براہ عملدر آمد ارسال خدمت ہے۔ جواب ارسال فرما دیں۔

۳۰۔ مئی ۹۵ء۔

دستخط

سر رحیم بخش

اس سلسلے میں مشیر اعلیٰ دربار کی طرف سے بھی ایک مقدمہ میں یہ فیصلہ ہوتا ہے۔

"بمقدمہ مسمات سوئی بائی بنام ملک چند نگرانی محکمہ ۲۶۔ دسمبر ۱۹۰۴ء سب جج صاحب بہاولپور پایا گیا یہ دعویٰ منجانب بیوہ بذریعہ مختار نامہ عام عدالت سب ججی میں دائر ہوا۔ سب جج صاحب نے بروئے ہدایت ۲۰۔ مئی ۱۸۹۵ء ۲۱۔ مئی ۱۹۰۱ء بوجہ عدم شمول مختار نامہ خاص کے ڈسمس کیا۔ جس نے محکمہ ہذا میں نگرانی کرائی جو وہ بھی اون ہدایات کے اتباع میں ڈسمس کی گئی۔ لیکن جہاں تک میں نے ان ہدایات پر غور کیا میری رائے میں یہ ہدایات اس قدر قابل ترمیم ہیں کہ بحالت عورت سے بیوہ و رئیسان درجہ خاص، صاحبزادگان درجہ خاص۔ اشخاص ضعیف العمر پیروی مقدمات بذریعہ مختار ناماجات عام ماسوائے اشخاص قانونی پیشہ اون لوگوں کے جنکو جج عدالت بجہت باز حالات خطرناک تصور کرے جائے باقی عوام کے لیے وہی پابندی رکھی جائے یا کوئی اور مناسب حال لہذا اصل مثل قواعد دوبارہ غور کے لیے بذریعہ روبکار کونسل میں پیش ہو۔

کونسل

تجویز مشیر صاحب بہادر اعلیٰ سے ہم کو اتفاق ہے۔ اس موافق اجازت مختار عام وغیرہ کے ہونے چاہیے۔ اصل براہ منظوری بحضور سرکار عالی دام اقبالہ و ملکہ پیش ہو۔

۲۷۔ دسمبر ۱۹۰۵ء

از پیش گاہ سرکار عالی

تجویز منظور ہے۔ مگر عدالت کی رائے پر اس کا منحصر ہے۔ جس کو مستحق اس رعایت کا تصور کریں اس کو رعایت دیجاوے۔ احکام جاری ہوں اخبار میں درج کیا جاوے۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۰۵ء

دستخط رحیم بخش

از صدر عدالت

شامل مثل اپیل کے ہوں۔

۸۔ ستمبر ۱۹۰۸ء

دستخط میر سراج الدین

مفلسی کے متعلق چیف کورٹ کا فیصلہ

ایک نگرانی چیف جج کے فیصلے کے خلاف جوڈیشل ممبر کونسل آف ریجنسی مولوی رحیم بخش کے پاس پیش ہوئی۔ یہی مولوی رحیم بخش مسجھ میں کونسل آف ریجنسی کے صدر مقرر ہوئے اور وزیر اعظم بھی رہے۔ شروع میں یہ نواب بہاولپور کے اتالیق تھے۔ جو ترقی کرتے ہوئے صدر ریجنسی اور وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ ان کی عدالت میں نگرانی دائر کی گئی تو انھوں نے مزید تحقیقات کے لیے لکھا۔ یہ ساری کارروائی اس طرح ہے۔

"تجویز آخر باجلاس جناب حاجی مولوی رحیم بخش صاحب بہادر انچارج جوڈیشل ممبر

"بر جس مل ولد مہتہ منگلا رام جھارہ سکنہ احمد پور شرقیہ بنام موتی چند ولد پرتاب چند گوجر سکنہ ۔۔۔۔۔ حال احمد پور ۔۔۔۔۔ نگرانی محکمہ ۶۔ ستمبر ۰۸ء صدر عدالت

یہ نگرانی محکمہ چیف جج صاحب بہاولپور کے ہے ہم نے واقعات کے پڑھنے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سائل کے تین مکانات ہیں ایک احمد پور میں جو بحکم عدالت مکفول ہے عدالت اپیل کا فرض تھا کہ وہ اس مکان کے متعلق تحقیقات کرتے کہ آیا وہ اس لاگت کا ہے کہ زر کفالت سے زیادہ اس کی قیمت ہو سکتی ہے ایک مکان بہاولپور میں ہے ۔۔۔۔۔۔۔ آٹھ سو روپے میں رہن ہے اس کے متعلق اور سیٹر کی رپورٹ ہے کہ وہ نو سو روپے کی مالیت کا ہے۔ ایک مکان ڈیراور میں ہے جس کو سائل ویران بتاتا ہے۔ عدالت کو چاہیے تھا کہ ان سب مکانات کے متعلق غور کر کے فیصلہ کرتے کہ آیا ان مکانات قیمت سے سائل مفلس ثابت ہوتا ہے یا نہیں اصل مثل واپس کر کے لکھا جائے کہ ان سارے واقعات پر غور کر کے

پھر مفلسی کا فیصلہ کرے۔ یکم دسمبر ۰۸ء"

اس کے بعد بعض ضروری کارروائی دفتر کی جانب سے کی گئی۔ آخر میں چیف کورٹ کی طرف سے یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کو فیصلہ ہوا۔ عدالت کا فیصلہ مندرجہ ذیل ہے۔

"فیصلہ

"واقعات تفصیل کے ساتھ فیصلہ صاحب ڈسٹرکٹ جج میں درج ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اپیلانٹ مدعا علیہ نے دو مکان واقعہ احمد پور نزد مدعی ۱۱۔ ستمبر ۱۸۹۵ء کو بمقابلہ دو ہزار روپیہ بجواز ۱۲ فیصدی فی ماہ سود رہن کر کے اقرار کیا کہ اگر زر رہن دو سال میں ادا نہ ہو تو جائیداد پر قبضہ مرتہن کا کرا دیا جائے گا۔ اگر سود کی ادائیگی میں غفلت ہو تو تاریخ غفلت سے ایک سال کے اندر قبضہ جائیداد دیا جائے گا اور سود تا بیباقی اصل بشرح مجوزہ ادا کیا جاتا رہے گا اس کے بعد مدعا علیہ نے ایک اور رقم۔۔۔۔۔ کی مدعی سے قرض لی۔ سوائے جزوی سود کے جو دو ہزار قرضہ متذکرہ بالا پر ادا کیا گیا۔ مدعا علیہ نے اور کچھ ادا نہ کیا۔ اگست ۱۹۰۷ء میں بمقام پھلوری جہاں مدعی کی اصل سکونت ہے جا کر اس سے ایک مصالحت کی جس میں بذمہ مدعا علیہ کل ~~ملغ~~ قرض قائم ہو کر یہ شرط ہوئی کہ دسمبر ۱۹۰۷ کو مدعا علیہ بمقام احمد پور مکانات رہن بالتصفیہ کر کے رہن نامہ لکھ دے گا اور پھر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معہ عص فیصدی سود کے ۵۔ جنوری ۱۹۰۸ء تک دیدے گا۔ اگر اس تاریخ تک اصل و سود کل ادا نہ ہو تو جائیداد بیعیات سمجھی جائے گی۔ نیز یہ کہ اگر ۵۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کو حسب بالا جائیداد رہن بالتصفیہ نہ کر دی جائے تو مدعی کو اختیار ہو گا کہ سابقہ معاہدات کے موافق قرضہ مدعا علیہ سے وصول کرے چونکہ مدعا علیہ نے کسی شرط کا بھی ایفا نہیں کیا اس لیے مدعی نے ۱ انمبر اور قرضہ اولین اور اس پر اعشا سود جملہ اللعر سال اور کی نالش کی۔ مدعا علیہ کا جواب عجیب ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ تمسک ۱ انمبر اور نہ مابعد کی دستاویز مدعی کو کوئی حق نالش رہتی ہے۔ مدعی صرف ۲ سال بعد قبضہ جائیداد کی نالش کر سکتا تھا جس کو وہ ضائع کر چکا ہے۔

عدالت نے بعد تحقیقات اصل و سود کی ڈگری صادر کی جس کی ناراضی سے مدعا علیہ عدالت ہذا میں اپیل کرتا ہے۔ وجوہات اپیل کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل مدعا علیہ کوئی عذر معقول پیش کرنے کے لیے نہیں رکھتا۔ جو کچھ وہ کہتا ہے اس تمام پر عدالت ابتدائی میں بحث ہو چکی ہے۔ چونکہ جو اقرار اس نے وقتاً فوقتاً مدعی سے کیے وہ متبادل تھے۔ اس لیے مدعی کو اختیار ہے کہ اقرارات مابعد کے عدم ایفا کی حالت میں اقرار اول کی پابندی مدعا علیہ سے کرائے جس طریق پر کہ مدعا علیہ نے مدعی کو ادائیگی قرضہ میں حیران کیا ہے اس کو دیکھ کر ہم مدعا علیہ کو کسی رعایت کا مستحق نہیں سمجھتے اور اس کا اپیل معہ خرچہ نامنظور کرتے ہیں۔ ڈگری مصدرہ عدالت ابتدائی انہی شرائط کے ساتھ بحال رہے گی جو اس میں درج ہیں۔

مدعا علیہ اور مختار مدعی حاضر ہیں۔ حکم سنایا گیا۔

یکم دسمبر ۱۹۰۹ء
دستخط (انگریزی)

نوٹ

دعویٰ کورٹ فیس مفلسی نوٹ کیلئے رکھ لیا گیا ہے۔

پیداوار کی وصولی کے سلسلے میں دعویٰ

پیداوار کی وصولی کے سلسلے میں عدالتی کارروائی ہوتی ہے۔ پہلے اس سلسلے میں درخواست ملاحظہ ہو۔

"شیخ اللہ یار ولد شیخ دین محمد قریشی سکنہ احمد پور مختار مستورات و سادات مدعی بنام سید فتح شاہ ولد مخدوم ناصرالدین مرحوم سید بخاری سکنہ اوچ شریف مدعا علیہ دعویٰ ادائیگی ۱۴ من گندم "گندم قیمت ۱۴ روپے چاہ بریانوالہ ملکیہ موکلاں سائل۔

جناب عالی۔ چاہ موسومہ بریانوالہ ملکیہ موروثی خورد بردشدہ موکلان سائل ہے اور چند گاہ سے محصول اس کا مخدوم صاحب مذکور لیتے ہیں پیداوار مذروعہ چاہ مذکور موکلاں سائل مجمل در آمد ہوتا رہا ہے و غلات جو واقع زمین چاہ مذکور ہیں محصول غلات داخل سرکار حضور نواب صاحب بہادر ہوتا ہے۔ امسال فصل ربیع محصول اوس کا جو مخدوم صاحب مذکور حوالہ ہوا۔ رسید فتح شاہ مدعا علیہ اوس نے ۱۴ من قیمت ۱۴ روپے حق قصور موکلاں سائل اٹھا لئے ہیں۔ امیدوار ہوں کے بعد تحقیق حق رسی سائل ہووے تاکہ حقدار اپنے کو پہنچے۔

عرضی
شیخ اللہ یار مذکور مختار کار مستورات سکنہ احمد پور
مورخہ ۱۲۔ مئی ۱۸۶۷ء

اس عرضی دعوے پر مندرجہ ذیل عدالتی کارروائی ہوئی

"جو کہ ظاہر اً اگرچہ دعویٰ بابت پیداوار کے مگر اصل میں دعویٰ بابت حق رسی ہے لہذا حکم ہوا کہ مثل درج رجسٹر ہو کر اظہار سائل قلمبند کیا جاوے۔

پرچہ حکم کی نقل ملاحظہ ہو۔

پرچہ حکم

دعویٰ پیداوار مدعیان بمختاری اللہ یار بنام سید فتح علی شاہ
بمختار صاحب ربی مدعا علیہ

دعویٰ پیداوار ربیع ۲۴ بریانوالہ موضع اوچ تبرک۔ مختار مدعیان ملکیت چاہ بمع درختان نخلستان

موکلان خود لکھواتا ہے اور مختار مدعا علیہ کا ملکیت چاہ موکلاں خود بیان کرتا ہے کہ معاف ہونا حق قصور کا منجانب مورث اعلیٰ موکل خود بنام مدعیان کرتا ہے۔ اب امر تنقیح طلب یہ ہے کہ یہ چاہ اصل ملکیت کس کا ہے اور جانب مورث اعلیٰ مدعا علیہ مدعیان کو حق قصور معاف ہے یا کہ قدیم سے حق قصور مدعیان مقرر ہے۔

دوسرے قبضہ کاشت برداشت حق قصور کس کا رہا ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ فریقین کو فہمائش ہو کہ جو کچھ وجہ ثبوت رکھتے ہیں پیش کریں اور گواہان قرار دادہ مدعیان اور نمبردار موضع کو طلب کر کے جمال تفصیل ملکیت و قصور کا دریافت کیا جاوے۔

۹- مئی ۱۸۶۷ء

اگلی پیشی گواہوں کے بیانات قلمبند کرنے کے لیے مقرر تھی لیکن مدعا علیہ کی عدم حاضری کی وجہ سے گواہوں کے بیانات قلمبند نہ ہوسکے اور یہ حکم تحریر ہوا۔

آج گواہان مدعیان و نمبردار موضع حاضر آئے مگر عندالطلب مدعا علیہ نہ آئے معلوم ہوا ہے کہ مختار مدعا علیہ کسی جگہ باہر گیا ہوا ہے جب تک مدعا علیہ حاضر نہ ہو اظہارات گواہان مدعیان و نمبردار موجب جائے عذر آوے گا۔ لہذا حکم ہوا کہ بروقت حاضری مدعا علیہ مثل پیش ہو۔

۱۶- جون ۱۸۶۷ء

دوسری پیشی پر یہ حکم صادر ہوا

"جو کہ اب تک مختار مدعا علیہ حاضر نہیں آیا اور مثل زیر تجویز ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ موضع اوچ میں موجود ہے۔ لہذا حکم ہوا کہ محمود بخش مختار مدعا علیہ کو طلب کیا جاوے اس کے بعد یہ حکم ہوا۔

"آج مختار مدعا علیہ حاضر آیا۔ لہذا حکم ہوا کہ گواہان مدعیان و نمبردار طلب ہوں اور مختار مدعا علیہ نے ایک اقرار نامہ پیش کیا اور اس کے سوا کوئی اور وجہ ثبوت پیش نہیں کرتا۔ اقرار نامہ اس کا شامل ہو۔

۲۷- جون ۱۸۶۷ء

نیوتہ کا رواج

ریاست میں شادی کے موقع پر بھاجی نذر کرنے اور اس کے عوض نیوتہ دینے کا رواج رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں سید مراد شاہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سے دریافت کیا گیا ہے۔ یہ چٹھی انگریزی میں آئی تھی جس کا خلاصہ اردو میں ہے۔ سید مراد شاہ کی رپورٹ رجسٹر معمولات میں درج ہے۔

نمبر ۱۹ رجسٹر معمولات

مرقومہ

۲۶- نومبر ۱۸۷۲ء

مقدمہ چٹھی انگریزی آغا موہن لعل بنام نامی جناب کپتان گرے صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست بہاولپور۔ خلاصہ ارسال مصری میوہ خشک کھلونہ بابت بھاجی شادی دختر کلاں خود درخواست ملنے کا نقد نیوتہ شادی بموجب حسب معمول۔ شبیہ حکم انگریزی صاحب ممدوح الوصف مع ترجمہ چٹھی مذکورہ مرسلہ پنڈت بشیر ناتھ رجسٹرار بذریعہ عرضی خود۔

اب آغا صاحب نے ۲۵- اکتوبر ۷۲ء کو لدھیانہ سے جو چٹھی کپتان گرے صاحب پولٹیکل ایجنٹ کے نام لکھی ہے یہاں درج کی جاتی ہے۔

"میں واسطے قبول کرنے کے شبیہ سرولیم گرے صاحب خیر خواہ ہندوستان کے بھیجتا ہوں۔۔۔۔ بتقریب شادی اپنی دختر کلاں کے میں نے بمدست اپنے منشی معتمد کے مصری۔ میوہ خشک و چند کھلونے بطور بھاجی واسطے نواب صاحب کے بھیجے ہیں۔ براہ مہربانی بمدست میرے معتمد کے جو مراسلہ اسی نواب صاحب بہادر رکھتا ہے بذریعہ مناسب نواب صاحب بہادر کی خدمت میں پہنچا دیویں۔ قریب تین چار سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بتقریب شادی پسران خود میں نے اسی طور پر بھاجی بھیجی تھی۔۔ یہ معتمد موسومہ جعفر علی ایک چھوٹا شانہ اور آئینہ آپ کی لڑکی کی خدمت میں دیوے گا براہ مہربانی اسکو قبول کرنا چاہیے۔ براہ مہربانی اس کا انتظام فرماویں کہ میرا معتمد جلد رخصت ہوجاوے اور عرصہ تک ٹھہرا نہ رہے کیونکہ ہر ایک امر حکم صاحب پولٹیکل ایجنٹ پر منحصر ہے۔ جیسا کہ میجر منچن صاحب کے عہد میں تھا اور صاحب موصوف کے ایما پر نیوتہ مبلغ پانچ سو روپیہ نقد کا منجانب نواب صاحب بہادر حسب رواج میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ اگر آپ جلد رخصت پر تشریف لیجاویں تو کپتان ممکس صاحب کو نسبت جلد رخصت کرنے وغیرہ مری معتمد کے فرما دیں۔

اتالیق کی رپورٹ نواب صاحب کے بارے میں

مولوی سر رحیم بخش پہلے بطور اتالیق نواب صاحب بہاولپور مقرر ہوئے تھے۔ یہ سونٹ سٹیفن کالج میں پڑھاتے تھے۔ بعد میں تو ریاست کی کونسل آف ایجنسی کے صدر اور وزیر اعظم بھی رہے جس وقت وہ نواب صاحب کے اتالیق تھے اس وقت نواب صاحب کی کارگزاری کے متعلق ان کی ایک رپورٹ ۸- جولائی ۱۸۸۸ء کی ہے جو ملاحظہ ہو۔

جناب عالی

امروز جناب صاحبزادہ صاحب نے نماز فجر کی ادا کر کے کچھ کاروبار خانگی میں ساڑھے ۶ بجے تک مصروف رہے۔ بعدہ، حسب معمول تیار ہو کر صدر عدالت کو تشریف فرمائی کے بعد مراجعت از صدر عدالت غذا تناول کر کے قیلولہ کیا۔ تین بجے کو دولت خانہ سے باہر تشریف لا کر یک رقعہ انشاء کا پڑھا اور چند مرتبہ اعادہ کر کے اوسی رقعے کی عبارت کو اور ایک روبکار نقل کی اور اصلاح لی۔ آج کسی آدمی اجنبی کی

آمد رفت کا اتفاق نہیں ہوا۔ حسب الارشاد حضور کی وجہ باہر جانے صاحبزادہ ممدوح کا روز پنجشنبہ میں اور دیر سے آنے کا جو انھوں سے استفسار کیا گیا تو فرمایا کہ میں واسطے مشاہدہ و مادہ گاوان اپنے کے آگرہ (ماموں آباد کو کہتے ہیں) کو گیا اور جناب راجہ فتح خاںصاحب نے بسبب اشتداد گرمی کے مکان کی طرف آنے نہ دیا فقط اطلاعاً معروض۔ الٰہی میر و دولت و اقبال حضور کا چمکتا رہے۔

داعی خمس الاوقات رحیم بخش معروضہ

۸۔ جولائی ۱۸۷۸ء۔

سب جج کے فیصلے کے خلاف صدر عدالت میں اپیل

مولوی نجیب الدین صاحب سب جج بہاولپور نے مسماۃ فتح خاتون بنام موسیٰ کے مقدمے کے سلسلے میں ایک فیصلہ کیا تھا۔ یہ مقدمہ ماں نے بیٹے کے خلاف کرایہ مکان کے سلسلے میں دائر کیا تھا۔ جو اس طرح ہے:۔

نمبر مقدمہ	تاریخ رجوع	حکم اخیر مقدمہ
۶۶۲	۸۔اگست ۱۸۸۳ء	

دعویٰ عــــص بابت کرایہ مکان

مدعیہ دعویدار ہے کہ ۷۔دسمبر ۸۲ء کو ایک مکان مدعا علیہ نے بجواز ۲۔ ماہوار کرایہ پر مجھے لیا۔ ۷۔اگست ۸۳ء تک آٹھ ماہ کا کرایہ عــص ہوا جو نہیں دیتا چاہتی ہوں کہ دلایا جاوے۔ مدعا علیہ نے لکھایا کہ میں نے کوئی اقرار کرایہ کا مدعیہ کو نہیں لکھدیا یہ مکان میرے باپ کا تھا مدعیہ کا کچھ واسطہ نہیں ہے امر تنقیح یہ قرار پایا کہ مدعا علیہ نے کرایہ نامہ بجواز ۲۔ معوار مدعیہ کو لکھدیا تھا یا نہ اگر لکھدیا تو مدعا علیہ کس قدر ایام اس میں رہا ثبوت ذمہ مدعیہ رکھا گیا اس کے جانب سے اسانند جھکن لعل گواہان پیش ہوئے اسانند کاتب کرایہ نامہ و جھکن لعل نے تصدیق کی کہ مدعا علیہ نے یہ کرایہ نامہ بخوشی خود مدعیہ کو لکھ دیا تھا بجواز ۲۔ ماہوار جواب تک اس میں آباد ہے جو کہ مدعا علیہ کا تحریر کردہ کرایہ نامہ کا ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ اب تک اس میں آباد ہے لہذا عدالت حکم دیتی ہے کہ ڈگری عــص اصل خرچہ عدالت بحق مدعیہ بالائی مدعا علیہ میعادی ایک ماہ کی جاوے مثل داخل دفتر ہووے۔ ۲۔ستمبر ۸۳ء،

۲۸ شوال ۱۳۰۰ھ

اس فیصلے کے خلاف موسیٰ نے صدر عدالت میں اپیل کی جو اس طرح ہے۔

بعدالت العالیہ صدر عدالت

جناب عالی

موسیٰ ولد ابراہیم ذات بھٹی سکنہ بہاولپور مدعا علیہ بنام مسمات فتح خاتون مدعیہ رسپانڈنٹ سکنہ بہاولپور والدہ خود۔

اپیل بناراضی حکم ۲۔ستمبر ۱۸۸۳ء عدالت سب ججی بہاولپور جس کی رو سے ڈگری عــص کرایہ مکان بذمہ اپیلانٹ کے مدعیہ صادر کے اپیلانٹ حسب ذیل عرض کرتا ہے کہ

(۱) جبکہ تاریخ پیدائش سے اپیلانٹ اس مکان میں بود و باش رکھتا ہے اور مدعیہ میری والدہ ہے اور مکان ملکیت پدری اپیلانٹ ہے تو کوئی وجہ باور کرنے اقرار اور کرایہ ۲۔ ماہوار کے نہیں ہے۔ عدالت نے اس بناوٹ مدعیہ پر غور نہ فرمایا۔

(۲) کرایہ نامہ پیش کردہ بالکل فرضی اور اس عدالت سے بنایا گیا کہ جو تھوڑے عرصے سے مابین ہم فریقین پسر و والدہ میں ہوئی ہے ورنہ باوجود کہ میں خواندہ ہوں اس پر دستخط بخوبی کر سکتا ہوں یہ کرایہ نامہ بلا دستخط حکم خاص من اپیلانٹ کے لیے جس کی تحقیقات دفعہ ۶۷ ایکٹ نہیں کی گئی کہ آیا دستخط مشتبہ کرایہ نامہ اپیلانٹ ہیں یا بناوٹی۔

(۳) اسانند جھکن لعل گواہان نے محض سازش مدعیہ واس عدالت سے کہ میں نے پارچات و دستی ان کے بابت تنازعہ ۔۔۔۔۔ واپس کرائے تھے اس لیے مجھ سے بغض دلی رکھتے ہیں اس لیے یہ گواہی بلاغرض ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں ہے۔

(۴) چونکہ میں نے کوئی اقرار ادائے کرایہ کا نہیں کیا ہے اس لیے زرڈگری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہے لہذا گزارش ہے کہ تحقیقات کرایہ ۔۔۔۔۔۔۔ ڈگری منسوخ کی جاوے۔

عرضے

فدوی موسیٰ اپیلانٹ

مورخہ ۱۹۔ نومبر ۱۸۸۳ء

بقلم خود موسیٰ

صدر عدالت

اجلاس رپورٹ دیویں۔ ۱۸۔ محرم ۱۳۰۱ھ ۱۹۔ نومبر ۱۸۸۳ء

جناب عالی

اشتام پوری ہے اور نقل حکم شامل ہے۔ اندر زیدالیوم ہے کہ اپیل حکم ۲۔ستمبر ۱۸۸۳ء کے ہے اور درخواست موسیٰ ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء زایدالمیعاد ہے۔ حکم مناسب صادر ہووے۔ ۱۹۔محرم ۱۳۰۱ھ ۲۰ نومبر ۸۳ء

صدر عدالت

درج رجسٹر ہو کر مثل نمبری برآمد ہووے اور اطلاع نامہ و نام رسپانڈنٹ کے بہ تقرر تاریخ یکم دسمبر کے جاری ہو۔ ۲۶۔ محرم ۱۳۰۱ھ ۲۷۔ نومبر ۱۸۸۳ء

بنام ناظر

آج مثل پیش ہوئی۔ اپیلانٹ حاضر ہے۔ رسپانڈنٹ نہیں آیا اور اطلاع نامہ بھی شامل نہیں ہے۔ لہذا پرسوں پیش ہو۔

اپیلانٹ کو مطلع کیا جاوے۔ چنانچہ مطلع کیا گیا۔ یکم دسمبر ۸۳ء۔ محرم ۱۳۰۱ھ عدالت صدر میں مندرجہ ذیل کارروائی ہو۔

موسیٰ ولد ابراہیم سکنہ بہاولپور مدعی اپیلانٹ بنام مساۃ فتح خاتون مدعیہ رسپانڈنٹ اپیل بنارا منی حکم ۲- ستمبر ۸۳ء سب جج بہاولپور جس کی رو سے ڈگری کرایہ مکان بحق مدعی رسپانڈنٹ ہوئی مدعی رسپانڈنٹ وجوہات ذیل عرض کرتی ہے۔

(۱) ایک سال سے شوہرم جو باپ اپیلانٹ ہے دو پسر اور دو طفلگ چھوڑ مرا۔ اونہیں سے ایک یہ اپیلانٹ اور اس کی شادی ہو چکی تھی۔ بعد فوتید گی خاوند اپنے کے مظہرہ نے ایک طفلگ کی شادی کر دی۔ ایک پسر و ایک طفلگ تا حال میرے پاس پرورش پاتے ہیں۔ فوتید گی ابراہیم سے ۱۵ یوم پیچھے روبروئے گواہان اپیلانٹ نے مکان ڈیرہ وال خورد لیکر بود و باش اختیار کی مکان خانگی میرے قبضہ میں رہا بطور تقسیم کے۔

(۲) جبکہ مکان ڈیرہ والا کرایہ ۱۲- ماہوار ہے اللہ بخش کو دیدیا اور مجھ سے ایک کوٹھہ وایک دالان لیکر کرایہ ۲- ماہوار لکھدیا کرایہ نامہ و دستخطی اپیلانٹ مثل ابتدائی ہے۔

(۳) سب جج بہاولپور میں ہر چند تردید ثبوت کرایہ نامہ کا اپیلانٹ سے طلب ہوتا رہا اسوقت کوئی تردید اس نے پیش نہ کیا اور بخوبی تنقیح و تحقیق بابت تحریر کرایہ نامہ ہو چکی ہے۔

یہ عذر اپیلانٹ کہ کرایہ نامہ پر میرے دستخط نہیں ہیں اور وہ بناوٹی ہے محض فضول ہے۔

(۴) اسانند و جھگن لعل گواہان معزز و معتبر ہیں۔ انکو کوئی خصومت ہمراہ اپیلانٹ کے نہیں تھی۔ نہ رعایتاً اونھوں نے بحق مظہرہ رسپانڈنٹ گواہی دی بلکہ شہادت عین صحیح اور حق پر ہے۔ لہذا انصاف ہووے۔ اصرار اپیلانٹ محض ناواجب و فضول ہے۔

فدوی مسمات فتح خاتون مدعیہ رسپانڈنٹ
۳- دسمبر ۸۳ء

صدر عدالت

شامل مثل کے پیش ہووے۔ ۲- صفر ۱۳۰۱ھ ۳- دسمبر ۸۳ء

آج یہ مثل روبرو ہر دو فریقین کے پیش ہوئی جو کہ عدالت ابتدائی نے ڈگری کرایہ کی بروئے سرخط نامہ کے مدعیہ کے حق میں دے دی تھی اور اس سند کی بابت دو گواہ تصدیق کرتے ہیں کہ جو ہر دونوں ملازم سرکاری ہیں اور جھگن لعل گواہ محکمہ حساب و خزانہ میں نوکر ہے۔ سو قبض کی بابت کوئی موقعہ اس امر کے سمجھ لینے کا نہیں ہے کہ وجود قبض کا باطل اور مصنوعی طور پر ہوا ہو مگر یہ امر ضرور ہے کہ

درحالیکہ مدعیہ اور اپیلانٹ ہر دو ماں بیٹے تھے اور ان کے درمیان میں صورت نزع کے عاید ہو گئی ہے تو مناسب تھا کہ اول اس مقدمہ ورثہ کا تصفیہ کیا جاتا اور جب حق ملکیت کی صورت مدعیہ کے حق میں عاید ہو جاتی تو پھر اس کی فروعات سے مدعیہ کامیاب کی جاتی سو اب اس عدالت میں صورت تکرار کی یہ ہے کہ سرخط نامہ کرایہ کا میں نے مدعیہ رسپانڈنٹ کو نہیں لکھ دیا سو یہ عذر اپیلانٹ کا لغو اور قابل التفات کے نہیں ہے کسی معنی کے علاوہ شہادت کا تب تمسک اور جھگن لعل اہل کار محکمہ حساب و خزانہ جات کے خود دستخط اپیلانٹ کے بھی مشابہ اوس العبد کے ہے جو سرخط کے نیچے درج ہے۔ نظر بر آں عدالت
حکم دیتی ہے کہ

اپیل اپیلانٹ نامنظور اور فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رکھا جاوے اور اپیلانٹ کو فہمائش ہو کہ وہ ملکیت کی بابت میں چارہ جوئی کرے۔ خرچہ اپیل کا ذمہ اپیلانٹ کے عاید کیا جاوے۔ مثل داخل دفتر ہو۔

۲- صفر ۱۳۰۱ھ ۳- ستمبر ۱۸۸۳ء
دستخط صاحب جلیس

حق شفع کے سلسلے میں صدر عدالت ریاست بہاولپور کا فیصلہ

محلہ کمنگیاراں کے عبداللہ شاہ و اللہ بخش و غلام محمد و امام بخش کی طرف سے مساۃ پیری کے نام حق شفع کا ایک دعویٰ کیا تھا۔ یہ دعویٰ نچلی عدالت سے ہوتا ہوا عدالت اول صدر عدالت ریاست بہاولپور میں پیش ہوا اور اس پر مولوی شمس الدین صاحب عدالت اول صدر عدالت کی طرف سے فیصلہ ہوا۔ اس کی روئیداد اس طرح ہے۔

	خلاصہ احکام بمقدمہ غلام رسول وغیرہ مدعی بنام یادداشت منجانب پیری مدعا علیہ دعویٰ حق شفع چاہ
نام تاریخ	خلاصہ حکم
۳- جولائی ۸۷ء	مثل سررشتہ تحصیل سے حسب الحکم عالیہ دربار بوقت چھ بجے شام پہنچ کر ناظر کو واسطے حاضری رسپانڈنٹ متعلقین مقدمہ حکم ہوا اور تاریخ پیشی ۴- جولائی ۱۸۸۷ء مقرر ہوئی۔
۴- جولائی ۸۷ء	دعویٰ مدعیان خارج ہو کر مثل محکمہ عالیہ دربار میں بھیجی گئی۔

درخواست

بحضور فیض گنجور خداوند نعمت دریائے رحمت ابر کرامت فیاض زماں عادل نوشیرواں بعد ادائے

ادب------ ہم لوگ مردم کھٹیاں کے رہائشی بہاولپور ہیں۔ صد سال سے ہے کہ اس وقت فقط ریاست بہاولپور اور شہر ملحق اس کے نہ تھے۔ سو ہم لوگ مارواڑ سے جائے------- رہائش------- سکونت پذیر ہوئے تھے۔ سرکار----- نے ہم لوگ سراسر نوازش مرحمت فرماتے کہ یہ لوگ غریب مفلس اور ناتواں ہیں کوئی اہل کار ان کو کسی نوع کی تصدیہ نہ پہنچاویں۔ سو ہم لوگ بخوبی آرام و آسائش----- بہرہ مداخلت ہونے کے------ لیکن وہ تکلیف رسائی سرکار کی طرف سے تھی-------- سبحان، تعالیٰ اس خاندان عباسی کو روز قیامت تک برقرار اور محفوظ رکھے اماں خلاصہ یہ ہے کہ عرصہ آٹھ ماہ کا ہوا ہے کہ ایک ہندو مسمہ باوا نے ہم لوگ خراب اور جان بلب کر دیا ہے بسبب اس کے کہ اکثر اہل کار اہل ہنود ہیں کہ رعایت مذہب کی کرتے ہیں کہ ایک چاہ سرکاری محلہ ہمارے میں صد سال سے متصل مسجد کھٹیاں ہے کہ اوس مدت سے قبضہ اور تصرف مسجد و محلہ کا چلا آیا ہے اور خرچ و اخراج بھی--------- وجہ ہے کہ اج تک برابر ہم لوگ کرتے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بحضور پر نور گزارش پرواز ہیں کہ انشاء اللہ و انذر سول مثل مقدمہ ہماری کہ سرشتہ تحصیل سے طلب کر کے رو برو آپ کے فیصل اور حق رسی ہماری ہم لوگ فرمادیں۔ تاکہ شب و روز دعا کرتے رہیں۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ چمکتا رہے۔

فقط زیادہ حد ادب   مورخہ ۳- ماہ جون ۱۸۷۸ء

عرضے

عبداللہ شاہ و حافظ غلام محمد و انعام بخش

و حافظ غلام رسول

اس درخواست پر مولوی شمس الدین صاحب کے نام حکم ہوا جو درخواست پر درج ہے۔ اس کے بعد مولوی شمس الدین صاحب کا حکم ہوا جو درج ذیل ہے

حکم ہو بروقت پہنچنے مثل، پیش ہو

۲- جولائی ۷۸ء

اس وقت چھ بجے شام کے مثل پہنچ گئی ہے حکم ناظر----------- بر وقت کچہری رسپانڈنٹ متعلقین کو پیش کریں۔

روبکار اجلاس مولوی شمس الدین صاحب عدالتِ اول۔ صدر عدالت ریاست بہاول پور۔ واقعہ ۴- جولائی ۷۸ء

عبداللہ شاہ و امام بخش و غلام محمد اقوام کھٹیک مدعیان بنام مسماۃ پیری مدعا علیہ نمبر ۱ مسمہ باوا مدعا علیہ نمبر ۲

دعویٰ بابت شفع ایک دورہ چاہ قیمتی مار

عبداللہ شاہ و امام بخش و اللہ بخش اقوام کھٹیک نے بتاریخ ۲- جولائی ۷۸ء بحضور خداوند نعمت و کرم جناب عالی خطاب نواب صاحب بہادر والی ملک عرضی دی کہ ایک چاہ محلہ ہمارے میں متصل مسجد کھٹیاں ہے اور مدت سے قبضہ اور تصرف مسجد و محلہ اس پر چلا آتا ہے۔ مسماۃ پیری نے مدعوی نے ملکیت خود وہ چاہ پاس باوا مسمہ کے فروخت کیا ہے شفع ہمارا ہے ہم کو ملنا چاہیے اور عرضی مذکور بدین حکم کہ یہ مقدمہ سرشتہ کارروائی سے منتقل ہو کر تنقیح عدالت اول ہووے تاکہ بلا طرفداری کسی اہل کار اہل ہنود کے خاص آپ اس مقدمہ کو فیصلہ کریں کہ کسی اہل کار اہل ہنود کا اس میں دخل نہ رہے اور جب تک فیصلہ تین دن میں کر کے حضور میں اطلاع دیں۔

مثل کارروائی سے اس محکمہ میں آئی اور پایا گیا کہ مرد اقوام کھٹیاں نے ۱۲- اکتوبر ۷۸ء کو اسی مضمون کی عرضی بخدمت جناب والی شان میجر---- صاحب بہادر اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ ریاست بہاولپور کو دی تھی اور محکمہ موصوف سے سپرد کاردار بہاولپور ہوئی۔ کاردار بہاولپور نے فیس مبلغ بابت حق شفع لیکر تحقیقات کی اور آخر کار یہ رائے اپنی لکھ کر یہ مقدمہ تعلق بہ مذہب ہے محکمہ عالیہ -------------- مال میں بھیج دیا کہ وہاں سے مثل واپس ہوئی کہ خود فیصلہ کریں کہ اس عرصہ میں جب گذر نے عرضی کھٹیاں کے مثل اس محکمہ میں آئی اور اس جگہ تحقیقات رہی۔ مدعا علیہ نمبر ۱ کو فروخت چاہ سے اور مدعا علیہ نمبر ۲ کو خرید سے اقبال ہے گواہان مدعیان کے بلوائے گئے کریم بخش گواہ کا بیان ہے کہ جس جگہ اقوام کھٹیک رہتی ہیں پہلے نام اس کا رنج کے جوک تھا بعد از خاجو کھٹیک وغیرہ اس جگہ میں آ کر بحکم جناب مولوی صاحبان مقیم ہوئے ہیں اور یہ زمین نواب صاحبان سے در محمد کو یا اس کے باپ کو بخشی تھی جب سے یہ چاہ حادث ہوئے اس وقت سے یہ مسجد بھی تیار ہوئی تھی اور میں نے اس کو -------------- چوب مکمل کے ساتھ نہیں دیکھا ہمیشہ بوکا رہا ہے اور کبھی زراعت نہیں دیکھی اور جب سے کھٹیک آباد ہوئے ہیں اس وقت سے پرداخت مسجد کے اوپر چاہ کے مردمان کھٹیاں کرتے رہے ہیں اور جو لوگ کھٹیک وہاں آباد ہیں کرایہ زمینات در محمد کو دیتے رہے ہیں اور پانی پینے کا کچھ کرایا مقرر نہ تھا اور اس چاہ کو مسجد کی طرح بنام خدائے تعالیٰ در محمد اور باپ اس کے نے خیراتی رکھا تھا اور عورت اس کی اس چاہ کو فروخت نہیں کر سکتی۔

رحم علی بخش اور مولا ل گواہان نے بھی اس طرح لکھوایا اور علاوہ یہ کہ پہلے یہ مسجد خام تھی چاہ مانند---- کے بعد از سال سے مسجد پختہ اور فراخ بنائی گئی۔ اور گھ چاہ کے اوپر شکست ہو کر گودہ بنائے گئے اور گرنے مکان کے---- اور آج میں نے خود جا کر اس موقع کو دیکھا تو تصدیق کلام مشاہدان کے پائے گئے اور معلوم ہوا کہ چاہ مذکورہ بعد اس کے کہ گھ اس کا خراب ہو گیا تھا کہ ۴ فٹ ۶ انچ عمق بصورت مجرہ بنایا گیا جس کا طول بقدر ۶ فٹ ۶ انچ ہے اور گرد و نواح اس کے مکانات سکنی متصل دیوار مسجد اور

ملحق اس کے بفاصلہ ۷ فٹ اور ۲۹ فٹ اور خود مسجد بفاصلہ ۲ فٹ از چاہ کے ہیں چنانچہ مدعا علیہ نمبر ۲ نے جو کہ ------ باغیچہ جدید ------ ہے۔ اس کو تمکین نہیں معلوم ہوا ------ باغیچہ کے جانب جنوب ہے ------ باوجودیکہ باغ اس کا اس طرف واقعہ ہے کیونکہ اس طرف سکونت بنے ہوئے ہیں بلکہ جانب غرب ایک ------ بفاصلہ ۲۲۰ فٹ تک طویل بنا کے سڑک کے نیچے سے ----- لے گیا ہے اور غسل خانہ مسجد کا بفاصلہ ۹ فٹ از مسجد اور اسی قدر از چاہ واقع ہے اور قریب مسجد کے کوئی چاہ دوسرا نہیں اور نہ ہی اس محلے میں کوئی اور چاہ ہے کہ جس سے پایا جائے کہ کاروائی مسجد اور محلے کے کسی اور پنچ سے پہلے سے ہوا ہو یا اب ہونا اس کا ممکن ہو۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب مدعا علیہ نمبر ۲ نے زمین واقع اس طرف سے بقدر بت کلبہ خرکہ عار تعجب - ۱۶- جون ۷۵ء کو خرید کری ہے اور بیع نامہ لکھوا کر رجسٹری کرایا ہے تو اسوقت اس کو ظاہر ہو گیا تھا کہ یہ چاہ متعلقہ مسجد کا ہے خرید اس کا ممکن نہیں ورنہ جب اس کو یہ علم تھا کہ بدون چاہ کے بنانا باغ ناممکن اور خرید زمین کا لاحاصل ہے تو وہ پہلے ہی اس امر کی تجویز کرتا تا کہ یہ چاہ خرید کرتا ------ ہیں۔ مدعا علیہ نمبر ۱ و مدعیان اس میں بسبب کرایا نزع پڑ گیا اور مدعا علیہ نمبر ۲ ضرورت چاہ کی تھی اس نے موقع پا کر مدعا علیہ نمبر ۲ کو آمادہ فروخت کیا پہلے کا ---- اپنے حاصل کیا کہ کونا اور کرنا چاہ کے ---- چوہا چگل نکالے اور پانی لیجانا نازہیں ------ خود ہی شروع کیا اور مدعیان نے اس طبع پر کہ اس چاہ کو خود خرید کر لیویں عرائض محکمہ جات میں دینی شروع کیں اور مدعا علیہ نمبر ۲ نے ------ اپنے ------ حساب اداس و کا بلاقیمت تاریخ وصت بنام پیری بنا لیا۔ تاہم کوئی تمسک نہیں لکھا ہو گا۔ ورنہ کیا مشکل امر تھا کہ اس کے ------ تمسک نہیں لکھوانا وہ چاہتا تھا کہ یہ چاہ تعلق مسجد کے ہے اور جو چاہ تعلق مسجد یا مندر کے ہوتا ہے فروخت اس کی روا جا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولا مل گواہ نمبر ۳ نے صاف لکھوایا ہے کہ تب یہ چاہ تعلق مسجد کے ہے تو کب فروخت ہو سکتا ہے جیسا کہ ہم لوگ ہنوز چاہ متعلقہ مندر کو فروخت نہیں کر سکتے بس بوجوہ بالا یعنی از روئے گواہی گواہان پر ہے چاہ متعلق مسجد کے ہے یہ چاہ متنازعہ ناجائز اور دعویٰ مدعیان خارج اور مدعا علیہ نمبر ۲ کو واسطے واپسی روپیہ وصول شدہ مدعا علیہ نمبر ۱ کے استحقاق حاصل ہے کہ نالش کر کے روپیہ اپنا بشرطیکہ ثبوت مدعا علیہ نمبر ۱ سے حاصل کر لے۔ چنانچہ دفعہ ۶ باب ۲۲ حصہ اول حصول قانون جس کا اجرا ریاست میں ۱۸۷۰ء سے شروع ہوا ہے۔ یہ چاہ منتقل نہیں ہو سکتا۔

حکم ہوا کہ

مدعیان کو فہمائش ہو کہ دعویٰ تمہارا بابت حق شفع نہیں سنا جاتا اور مدعا علیہ نمبر ۲ کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنا روپیہ مدعا علیہ نمبر ۱ سے وصول کر سکتا ہے اور مثل براد ملاحظہ حضور خداوند نعمت آقائے نامدار جناب نواب صاحب بہادر والیٔ ریاست بلوسپت محکمہ عالیہ وزارت اپنے مطلع ہو۔

دستخط

(شمس الدین)

تیسرا باب

متفرقات

ایک درخواست کا نمونہ

ریاست بہاولپور میں زکوٰۃ کا محکمہ بھی قائم تھا جہاں محتاجوں اور معذوروں کی امداد کا انتظام تھا اس غرض کے لیے کمیٹیاں قائم تھیں جو منصفی محکمہ صدر کی نگرانی میں کام کرتی تھیں۔ اس سلسلے ۱۸۷۷ء میں ایک درخواست موصول ہوئی ہے جس کی نقل یہاں درج کی جاتی ہے

جناب عالی! دام اقبالہ

گزارش ہے کہ عرصہ چھ ماہ کا ہوا ہے کہ باپ اور والدہ فدوی کی بقضائے الٰہی فوت ہو گئے ہیں۔ فدوی کا کوئی وارث وسیلہ بجز ذات رب العالمین پرورش کنندہ نہیں ہے۔ اور فدوی اب بعمر دس سالہ کے لائق محنت و مشقت کا بھی نہیں ہوں جس سے گذارہ شکمی فدوی مکین کا ہوتا رہے۔ کوئی بحال کمینی و تنگ حالی۔ فدوی پر ترس کر کے دیتا ہے ورنہ گذارہ شکمی بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب سنا گیا ہے کہ واسطے یتیمان سرکار سے دروازہ فیض کا کشادہ ہوا ہے اور پرورش سکونتان کے واسطے سرکار سے بسبب تنگی حال اور عاجزی سے بدروازہ پر فیض سرکار والا کے بذریعہ عرضی ہذا گزارش پرداز ہوں کہ معرفت تحصیلدار صاحب احمد پور شرقیہ کے میاں بولا محلہ دار اور فائندہ دیگر تمام مردمان سے حال مفلسی اور دریافت فرما کر پرورش شکمی فدوی کے واسطے فرمائی جاوے کہ نان بلب ہو کر سربت حضور کو دعا دیتا رہوں گا کہ فدوی نہایت تنگ حال ہے اور والد فدوی کا بھی ملازم سرکار تھا جو عرصہ چھ ماہ سے فوت ہو گیا ہے۔ سرکار میرے حال یتیمی اور مسکینی پر رحم فرماویں۔

فدوی اللہ بخش ولد خمیسے خاں ذات کا نسلی

ساکن احمد پور شرقیہ۔ بتاریخ ۶۔ مئی ۱۸۷۷ء

دستور العمل پاسبانی شہر بہاولپور

شہر بہاولپور کی حفاظت کے سلسلے میں ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۸۰ء کو ایک قانون رائج کیا گیا جو دستور العمل پاسبانی شہر بہاولپور کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی چند دفعات ملاحظہ ہوں۔

دفعہ ۱۔ یہ کہ فی الحال جو بہ نظر امنیت رعایا اور حفاظت شہر کے لیے پولس مقرر ہوئی ہے۔ ان کے تعین سے غرض حفاظت شہر کی ہے۔ ان کی جماعت پر کوئی کام اور نہ ڈالا جائے اور دوسرے کاموں پر لگایا جاوے اور نہ باہر کہیں نوکری پر تعینات کے لیے بھیجے جائیں اور نہ اردل میں انھیں رکھا جائے۔ رات کو عہدہ دار ان پولس جو نگرانی کے واسطے جاویں تو اپنے ہمراہ برقنداز کو توالی لیجانے کا اختیار ہے۔

دفعہ ۲۔ وردی کے واسطے پہلے حکم ہو چکا ہے۔ اس موافق تیار ہونی چاہیے۔

دفعہ ۳۔ کل شہر میں رات کو مواقعہ اور دن کے مقام انہیں پر بانٹ دیے جاویں اور تعین حدود کر دیا جاوے کہ رات اور دن کو وہ لوگ گردش کرتے رہیں اور نگرانی رکھا کریں۔

دفعہ ۴۔ کوئی برقنداز لائق بحال رکھنے کے نہیں ہوگا کہ جو نشہ پیتا ہو یا رات کو حقہ بغل میں لیے پھرتا ہو۔

دفعہ ۵۔ برقنداز کا یہ فعل کہ وہ ایک جگہ آڑ لے کر پڑا رہے اور سوتا ہوا پکارے کہ کون ہو اور جب اصلی یا فرضی نام سے اسے جواب ملے تو تسکین کر جاوے۔ قابل مواخذہ ہوگا۔ اول جرمانہ اور مرتبہ ثانی برخواست کیا جائے گا۔

حسن کارکردگی کا اردو میں سرٹیفیکیٹ

مولوی شمس الدین ریاست کے میر منشی تھے۔ ۱۸۶۶ء میں ان کی خدمات کے سلسلے میں ایجنٹ لیفٹیننٹ گورنر ولیم فورڈ نے انھیں اردو میں ایک سند عطا کی جو درج ذیل ہے۔

"شمس الدین میر منشی عدالت بہاولپور نے ثابت کر دیا ہے اپنے تئیں ہونے کو ایک خیر خواہ ریاست کا اور کیا ہے ہر ایک جو اوس کے اختیار میں تھا۔

واسطے ترقی اور خواند اپنے وفا نواب صاحب بہاولپور کے میں بہت خوشی سے اوس کو یہ سرٹیفیکیٹ دیتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ وہ برابر اسی طور پر اصل مفاد ریاست کا دل میں لحاظ رکھے گا۔

دستخط ولیم فورڈ ایجنٹ لیفٹیننٹ گورنر

بابت معاملات ریاست بہاولپور

۲۳ مارچ ۱۸۶۶ء مقام ملتان۔"

تقرر نامہ کی نقل

میر اشرف علی مرحوم نواب صادق محمد خاں رابع کے اتالیق تھے یکم ستمبر ۱۸۸۸ء کو ان کا میر منشی کے عہدہ پر تقرر ہوا۔ ان کا تقرری نامہ مندرجہ ذیل ہے۔

از پیش گاہ سرکار عالی!

فضائل و کمالات پناہ، فصاحت و بلاغت دستگاہ، خیر خواہ باصفا مولوی میر اشرف علی اتالیق سلامت، بہ نظر ذاتی و خیر اندیشی تمہاری کے خوشنودی سرکار ہو کر اوپر عہدہ میر منشی دربار کے بمشاہرہ مبلغ تم کو مقرر فرمایا گیا ہے۔ لہذا مرقوم ہے کہ کام عہدہ میر منشی دربار کا انجام دو اور پروانہ ہذا مستند اپنے پاس رکھو۔ فقط

یکم ستمبر ۱۸۸۱ء مطابق ۵ شوال ۱۲۹۸ھ"

تن بخشی کی توضیح

بہاولپور میں رواج تھا کہ عورتیں اپنا جسم مردوں کو بخش دیتی تھیں جس کو تن بخشی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ ایک لحاظ سے جائز تصور کیا جاتا تھا۔ ۲۲ نومبر ۱۸۸۸ء کو اس سلسلے میں سرکار عالی سے

جو وضاحتی فیصلہ ہوا وہ قابل ملاحظہ ہے۔

توضیح تن بخشی

۲۔ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ ۲۹ نومبر ۱۸۸۸ء

مساۃ رمنہ بنت گلو ذات ارائیں سکنہ باقر پور مدعا علیہ اپیلانٹ بنام محمد ولد اللہ پناہ قوم بھوٹہ سکنہ باقر پور مدعی رسپانڈنٹ

حضور سرکار عالی!

اپیلانٹ باستقرار مسکوعہ مدعی بحق مدعی نافذ فرمائی باسیہ منسوخی ان کے آج یہ مثل حاضرین فریقین میں پیش ہو کر اشلہ متعلقہ درخواست اپیل و تردید جملہ کاغذات سماعت میں آئی جو بیان مدعی اپیلانٹ سے پایا گیا کہ اس کا نکاح مساۃ اپیلانٹ کے نہیں ہوا بلکہ یہ اقرار کر کے اپیلانٹ سے لیا تھا کہ جب اس کی والدہ رہا ہو گی، وہ نکاح مدعی کے ساتھ کرے گی اب اس کو نکاح سے انکار ہے۔ عدالت سب جی سے بعد تحقیقات دعویٰ مدعی ڈسمس ہوا۔

مدعی نے اس کی ناراضی سے محکمہ صدر عدالت میں اپیل کی اور بازو کی ڈگری پائی مولوی صاحبان کی طرف سے جو فتویٰ شامل مثل ہے جن سے تائید مدعی رسپانڈنٹ کی ہوتی ہے اور بعض مدعا علیہ اپیلانٹ کے حق میں ہیں۔ پہلے بروقت پیشی مثل کی ٦ نومبر ۱۸۸۸ء کو محکمہ صدر عدالت سے دریافت کیا گیا تھا قبل ازیں ایسے قسم کے معاہدہ تن بخشی بلا نکاح کے ثبوت پر کسی کو بازو عورت کی ڈگری ملی ہو، خواہ وہ فیصلہ عدالت ابتدائی کا جو جس کا اپیل نہیں ہوا یا عدالت اپیل سے صادر کیا ہو۔ تو ایسی مثل واسطے ملاحظہ کے بھجوا دیں جس کا جواب محکمہ موصوف سے موصول ہوا کہ ایسا کوئی مقدمہ فیصلہ شدہ نہیں ملا۔ بس اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ایسا رواج نہیں ہے کہ اس قسم کا معاہدہ منزلت نکاح کے رکھتا ہو۔ یعنی بلا نکاح ہونے کے نکاح قرار دیا جا سکے۔ اس صورت میں جو فیصلہ عدالت ابتدائی نے دیا ہے وہ قابل منسوخی نہیں پایا جاتا۔ نظر براں میری رائے میں بمنظوری اپیلانٹ فیصلہ عدالت صدر منسوخ کیا جاوے۔ مثل برائے حکم بحضور سرکار عالی دام اقبالہ وملکہ، پیش ہووے خرچہ اپیل کا ذمہ رسپانڈنٹ عاید ہو۔ حاضرین کو حکم سنایا گیا۔

تحریر ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ و نومبر ۱۸۸۸ء

از پیش گاہ سرکار عالی۔

"تجویز وزیر صاحب منظور ہے۔ موجب اس کے احکام جاری ہوں مثل داخل دفتر ہووے۔

تحریر ۱۳ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ۲۹ نومبر ۱۸۸۸ء

انگریز حاکم کی اردو میں تقریر

نواب صادق محمد خاں رابع کو لیفٹیننٹ گورنر پنجاب آنریبل سر رابرٹ ایجرٹن نے اختیارات

حکمرانی عطا کیے تھے۔ اس موقع پر انھوں نے اردو زبان میں تقریر کی تھی اور غالباً یہ کسی انگریز حاکم کی پہلی اردو تقریر تھی اس تقریر کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

"مجھکو بہاولپور آنے میں کبھی اسقدر مسرت نہیں ہوئی جیسا کہ اس موقع سعید پر ہوئی ہے یہ وہ موقع ہے کہ منجانب عالی جناب فلک رکاب حضرت علیا ملکہ معظمہ قیصرہ ہندو جناب مستطاب معلی القاب نواب نائب سلطنت مجھ پر اس صوبہ میں نہایت معزز کام عاید ہوا ہے کہ عالی جناب نواب صادق محمد خان بہادر کو ان کے بزرگوں کی مسند پر بٹھاؤں اور ریاست کے کامل اختیار ان کو تفویض کروں۔ تیرہ برس کا عرصہ ہوا کہ بہاولپور کے کل عمائد اور نواب صاحب صغیر سن کے مشیروں اور وزیروں نے اور ان کے خاندان کے اراکین کی ولی اور متواتر درخواست پر گورنمنٹ برطانیہ نے قبول فرمایا تھا کہ ریاست بہاولپور کا انتظام ایک صاحب ریذیڈنٹ کے توسط سے جو پنجاب گورنمنٹ کے متعلق کیا جائے۔ اس وقت یعنی ۱۸۶۶ء میں ریاست برسوں سے بحالت ابتری و فتور مبتلا تھی۔ نواب صاحب کے والد کے عہد کی تاریخ یعنی ۱۸۵۹ء سے ۱۸۶۶ء تک کے واقعات ان متواتر غدروں کا ایک طویل اور درد انگیز افسانہ ہے جن کے سبب ملک ویران ہوا۔ محاصل رائیگاں گیا اور رونق کی صورت ناممکن ہو گئی جس سے حضرت علیا جناب فلک رکاب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی گورنمنٹ نے بہاولپور کو اپنے سایہ عاطفت میں لیا۔ ریاست میں برابر امن وامان رہا ہے افسران ممتاز نے جو بہت احتیاط سے منتخب ہوئے تھے۔ ریاست کا ایسے طریق پر انتظام کیا کہ رؤسا و رعایا کو امنیت حاصل رہی اور ان کی موروثی جائیداد اور محنت کے مفاد سلامت رہے۔ ۱۸۶۵ء میں محاصل کی یہ صورت تھی کہ وصول نہیں ہو سکتا تھا سال آئندہ میں یعنی جب انتظام قائم ہوا تو آمدنی کی تعداد ۱۴ لاکھ روپے ہو گئی اور اب سالانہ اوسط بیس لاکھ روپے تک پہنچ گئی ہے اور آئندہ زیادہ تر اور جلد جلد ترقی کی امید ہے سڑکیں و پل عمارات مفید عام تیار ہوئی ہیں۔ پرانی نہریں کشادہ کی گئیں اور ان کی مرمت ہوئی ہے۔ نہریں کھودی گئی ہیں اور اس سبب سے اڑھائی لاکھ ایکڑ یعنی پانچ لاکھ بیگھہ اراضی آبی زیادہ ہو گئی ہے گورنمنٹ نے نہیں چاہا کہ محاصل کو بچا کر جمع کرے اور رئیس کے لیے بیکار خزانہ مہیا کر دے جو محض فضول خرچی اور عیش ذاتی کے لیے ترغیب ہے۔ اس نے بہاول پور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جیسا کہ ایک دانا اور دور اندیش سرپرست اپنی محفوظ نابالغ کے ملک کا انتظام کرتا ہے یعنی اخراجات ریاست سے جو روپیہ بچا اس کا بڑا حصہ ایسے کاموں میں صرف کیا گیا جن سے آئندہ کو بھاری مفاد حاصل ہوں جو فوائد ریاست کو گورنمنٹ انگلشیہ کے طفیل حاصل ہوئے ہیں ان میں ایک ریل کی وہ سڑک جس کو انڈس ویلی سٹیٹ ریلوے کہتے ہیں کچھ کم نہیں ہے اور یہ ریل نواب صاحب کی مملکت میں ڈیڑھ سو میل تک گزرتی ہے اس آہنی سڑک کی تعمیر کے واسطے جس سے ریاست کی آمدنی زیادہ ہو جائے گی اور پیداوار ملک کم کرایہ اور مفاد سے سمندر کو روانہ ہو سکے گی بہاولپور سے کوئی حصہ اخراجات کا نہیں طلب ہوا۔

پنجاب میں جو صاحبان لیفٹیننٹ گورنر مجھ سے پہلے ہو چکے ہیں ان کی اور میری خواہش بھی رہی ہے کہ بہاول پور کا انتظام اس طرح پر کیا جائے کہ جب یہاں کی عنان حکومت صاحب ریذیڈنٹ کے ہاتھ سے نواب صاحب کے سپرد ہو تو نہ کسی طرح کا خوفناک صدمہ عائد اور نہ انتظام کا سلسلہ ٹوٹے جب گورنمنٹ نے انتظام ریاست اپنے ہاتھ میں لیا تو ریاست میں بڑی درہمی و برہمی تھی اور وہ شے جس کو انتظام کہتے ہیں بالکل مفقود تھی یہاں ملک کے اندرونی جدال و قتال کے ایام میں سر کردہ اور لائق رئیسوں کی موت اور جلاوطنی کے باعث اس قدر نقصان عظیم ہوا کہ کئی ایک ایسے اہلکاران سرکار انگریزی کے بلانے کی ضرورت ہوئی جو گورنمنٹ ہند کے صیغہ ہائے مال و دیوانی و فوجداری سے واقف ہوں۔ لیکن ان چند سال گذشتہ سے میری یہ کوشش رہی کہ جہاں تک ہو سکے غیر وطن کے اہلکاروں کو خواہ وہ اہل یورپ ہوں یا دیسی ریاست سے علیحدہ کیا جائے اور امور ریاست ان ملازمان کے ہاتھ میں چھوڑے جائیں جن کو آئندہ زیر ہدایت نواب صاحب اہتمام کرنا ہو گا جو دیسی ریاستیں رئیس کی نابالغی کے سبب گورنمنٹ کے اہتمام میں آئی ہیں۔ وہاں ان دقیق اور پیچیدہ قواعد کو جو ممالک مقبوضہ سرکار انگلشیہ میں پائے جاتے ہیں جاری کرنا بڑی غلطی ہے۔ ہمارے اپنے صوبوں میں حکام اور واضعان قانون کی کوششیں یکساں اس بارہ میں معروف رہنی چاہئیں کہ جہاں تک ہو سکے ضابطہ کو سہل کیا جائے یہ نہ ہو کہ بے علم رعایا پر جو بے سمجھے متابعت کی جاتی ہے وہ ایسا بوجھ نہ ہو جائے جس کو سہار نہ سکے۔ یہ بات سچ ہے کہ انگریزی تہذیب کا اعلیٰ درجہ اور ضبط قوانین گورنمنٹ ہند پر بہت سے ایسے فرائض عائد کرتے ہیں جن سے گورنمنٹ ہند سبکدوشی حاصل نہیں کر سکتی اور یہ ساری باتیں صوبہ جات سرکاری اور ریاست ہائے تو ابھیں کے نظم و نسق میں سرکار انگریزی کو ایسا دقیق و طویل ضابطہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ اس سے کار براری تکمیل سے ہوتی ہے اور کام کے اچھی طرح سرانجام پانے کی نگرانی بھی بوجہ احسن ظہور میں آئی ہے۔ لیکن گورنمنٹ پنجاب نے اوائل ایام الحاق صوبہ پنجاب سے زیر حکومت سلسلہ افسران ممتاز یعنی سر ہنری جان لارنس و سر رابرٹ منٹگمری و سر ڈانلڈ مکلوڈ و سر ہنری ڈیورنڈ و سر ہنری ڈیوس نے ہمیشہ یہ سعی کی ہے کہ گورنمنٹ اور رعایا میں کوئی پردہ حائل نہ رہے اور رعایا کے خاص رواج و قوانین و رسوم برقرار رہیں۔ دیسی ریاستیں مثل پٹیالہ و کپور تھلہ یا بہاولپور یا چمبہ یا سکیت جو عارضی طور پر گورنمنٹ کے خاص انتظام میں آئیں ان کا انتظام اس طور پر ہوا کہ سب صیغوں کی نگرانی اسی ریاست کے موروثی اہلکاروں کی تفویض میں بزیر حکم صاحب پولیٹیکل ریذیڈنٹ کے رہی ہے اور جہاں تک ممکن ہوا ہے وہاں کے قدیم دستورات میں بہت کم مداخلت روا رکھی گئی ہے ان ریاستوں میں جہاں کے رئیس بااختیار ہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے نہ کسی قسم کی مداخلت کی اور نہ کسی ریذیڈنٹ یا پولیٹیکل ایجنٹ کے تقرر کی تحریک کی بلکہ پنجاب کے حسن انتظام کی پر زور تاثیر اور عالی منزلت رئیسوں کی ارادت و خلوص نمایاں پر جو حضرت ملکہ معظمہ کی ذات کے ساتھ ان کو اعتقاد رکھا۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے یہ بلاوجہ اور بلا خاص معنی کے نہیں ہے۔ آج کا دن پنجاب کے لیے بڑا دن ہے اور قابل یادگار ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ ہم اس کو ایسا خیال نہ کریں یہ وہ دن ہے کہ اس روز روسائے ہندوستان کی نسبت گورنمنٹ انگلشیہ کی حسن نیت اور خیر سگالی بہت واضح اور صاف اور نمایاں طور پر روشن ہوتی ہے۔

"اے نواب صاحب! آپ سے اور اسی طرح روسائے کشمیر و پٹیالہ و جنید نابھ و کپور تھلہ و فرید کوٹ و دیگر رئیسان سے جو آج اس جلسے میں اصالتاً و کالتاً موجود ہیں استراج کرتا ہوں کہ گورنمنٹ انگریزی کے تعلق کے سبب سے آپ کو مفاد ہے یا نقصان آپ جانتے ہیں کہ سارا جہان بھی جانتا ہے کہ آپ کا مرتبہ بڑھایا گیا آپ کے علاقہ جات وسیع کیے گئے اور آپ کی حکومت دوامی اور مستحکم کی گئی۔"

"نواب صاحب! آپ کو یہ نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ اعلیٰحضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے ساتھ ارادت رکھیں۔"

"اے محمد صادق خاں بہادر رکن الدولہ، نصرت جنگ، حافظ الملک مخلص الدولہ، نواب بہاولپور میں اب جناب مستطاب معلیٰ القاب نواب وائسرائے بہادر کے حکم سے اور اعلیٰحضرت ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ آپ ریاست بہاولپور کے حاکم با اختیار کاملہ ہیں۔"

چند دستاویزات کی عکسی نقل